عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۴۲	۱۹تا۲۶ رذوالحجہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۸تا۱۵ رجولائی ۲۰۲۳ء	شمارہ:۲۶

حضرت اسامہ بن زیدؓ

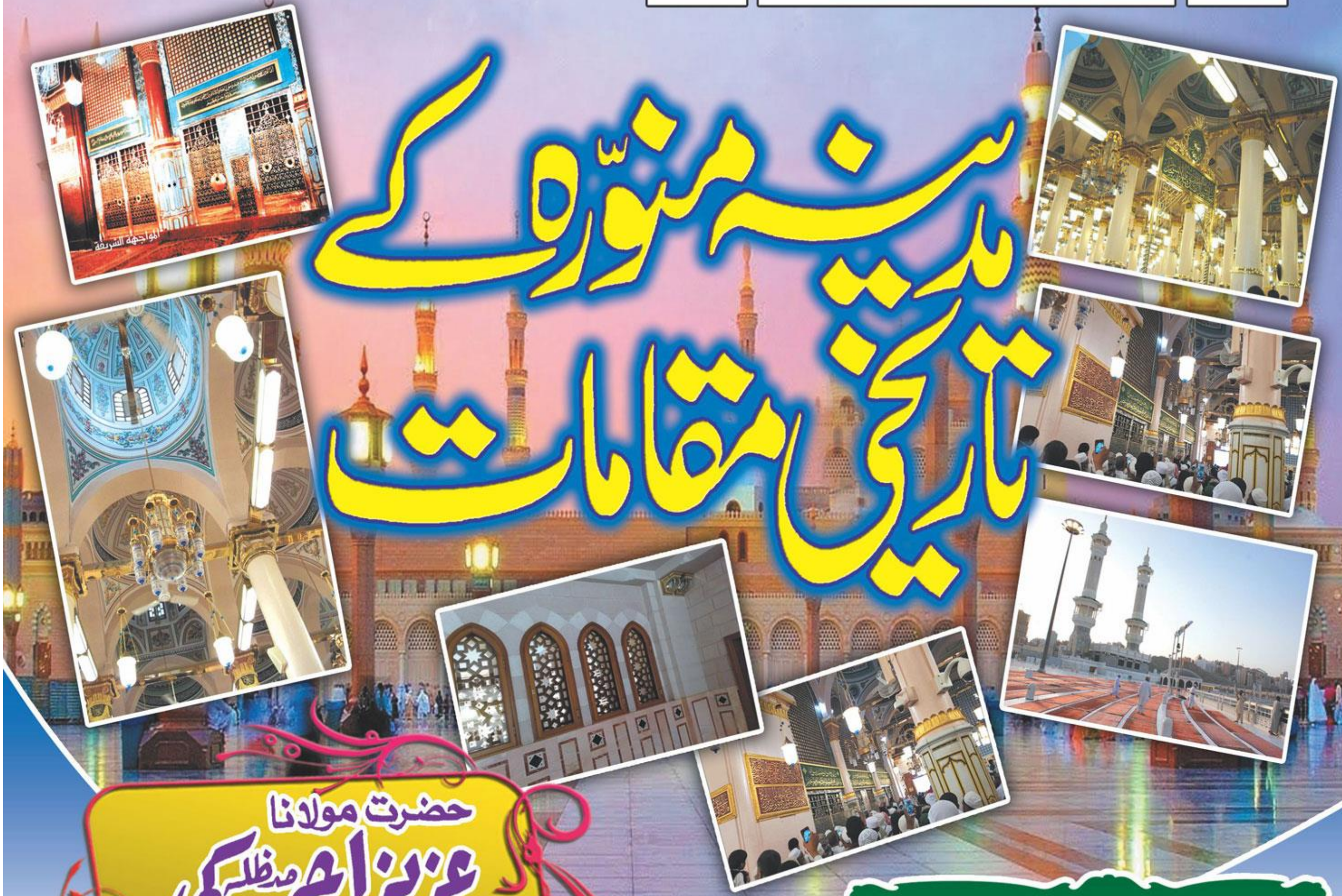

مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات

حضرت مولانا عزیز احمد مدظلہ کی چند نصائح

مرزا قادیانی کی تاریخ دانی

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

مدرسہ کے لئے ہبہ کی گئی زمین کی واپسی کا مطالبہ

س:......محترم جناب مفتی صاحب! ایک مسئلہ کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔ایک زمین کے کاغذات کی نقول آپ کو بھیج رہا ہوں، جس کا رقبہ تین ہزار مربع فٹ ہے۔یہ زمین ایک عورت نے مجھے مدرسہ کے لئے ۷رجون ۲۰۱۲ء کو ہبہ کی تھی، مجھے سب اختیارات اور ہبہ نامہ دیا جو منسلک ہے۔

اس کی زمین پر میں نے مدرسہ تعمیر کیا، اس مدرسہ میں مقامی اور مسافر طلبا موجود ہیں، حفظ وناظرہ کا شعبہ ہے۔ اب یہ عورت کہتی ہے کہ میں آپ کو یہ زمین نہیں دیتی بلکہ اوقاف والوں کو دیتی ہوں یا جس کو میری مرضی ہو میں ان کو دوں گی۔اب میرے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ میں اس کو مدرسہ واپس دے سکتا ہوں یا نہیں؟ مدرسہ میں دوعدد پختہ کمرے، برآمدہ، فرش بلڈنگ تیار ہے، یہ کمرے سرکاری وزیر نے بنوا کر دیئے تھے۔علاوہ ازیں مدرسہ کی کھڑکیاں، چاردیواری، بجلی کی فٹنگ، رنگ وروغن، گیزر وغیرہ جو مدرسہ میں ضروریات تھیں میں نے خود مدرسہ کے چندہ کے پیسوں سے پوری کیں۔اب معلوم یہ کرنا ہے کہ زمین پر عمارت کے تعمیری اخراجات میں لے سکتا ہوں یا نہیں؟ یہ عورت اوقاف کو دے یا کسی اور آدمی کو دے یا کسی اور مدرسہ کو دے، میرا کیا حق ہے؟ شریعت مجھے یہ اجازت دے سکتی ہے کہ میں اس کو تین ہزار مربع فٹ زمین کی رقم دے سکتا ہوں یا اس کو اور جگہ زمین لے کر دے دوں یا نہیں؟

ج:......صورت مسئولہ میں محترمہ نے اپنی ملکیت شدہ زمین آپ کو ہبہ کردی تھی، جیسا کہ ہبہ نامہ سے واضح ہوتا ہے اور آپ نے اس کو قبول کر کے قبضہ بھی کرلیا تھا اور بعد میں اس زمین پر تعمیر بھی کی ہے، لہٰذا یہ زمین اب آپ کے قبضہ وملکیت میں ہے اور اس پر تعمیری کام کرنے کی وجہ سے ہبہ کرنے والے کا حق رجوع ختم ہوگیا ہے۔اب وہ رجوع کا کوئی حق نہیں رکھتی ہیں۔رجوع کا مطالبہ کرنا شرعاً ناجائز ہے اور آپ کے ذمہ یہ زمین واپس کرنا ضروری نہیں۔

”قال العلامة ابو البرکات النسفی رحمه الله: صح الرجوع فیھا ومنع الرجوع ومع خزقه نالدال ازیادة المتصلة کالفرس والبناو والمن الخ۔“ (کنزالدقائق ص:۳۵۴ کتاب الہبۃ)

ایضاً:

”قال الامام القدوری رحمه الله: اذا وھب لاجنبی ھبة فله الرجوع فیھا الا ان یعوضه عنھا او یزید زیاده متصلة الخ“

(مختصر القدوری ص:۱۴۴، کتاب الہبۃ)،(ومثلہ فی ردالمحتار ص:۶۹۹، ج:۵ کتاب الہبۃ)

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زمین مدرسہ کے لئے وقف کی گئی ہے، اگر ایسا ہی ہے تو شرعاً جس طرح محترمہ کے لئے زمین کی واپسی کا مطالبہ جائز نہیں، اسی طرح آپ کے لئے بھی اس زمین کو آگے فروخت کرنا یا مدرسہ کے علاوہ ذاتی استعمال میں لانا یا کسی دوسرے مصرف میں لانا جائز نہیں، بلکہ واقف کی شرط کے مطابق صرف مدرسہ کے لئے ہی استعمال کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۲ ۱۹ تا ۲۶ ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ، مطابق ۸ تا ۱۵ جولائی ۲۰۲۳ء شمارہ:۲۶

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ہجری تقویم.....نیا اسلامی سال	۵	اداریہ
مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات	۷	ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
حضرت مولانا عزیز احمد مدظلہ کی چند نصائح	۱۳	مولانا محمد ابراہیم ادہمی
ختم نبوت کورز پروگرام، منگھوپیر	۱۶	مولانا محمد عادل غنی
بلوچستان میں جماعتی سرگرمیاں	۱۸	مولانا عبدالغنی، گوادر
مرزا قادیانی کی تاریخ دانی	۲۰	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۱	″ ″ ″ ″
تبصرۂ کتب	۲۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا:۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۷۰ ڈالر
فی شمارہ:۱۵ روپے، ششماہی:۳۵۰ روپے، سالانہ:۷۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۱۴، فصل:....۴ھ کے غزوات

غزوۂ بنونضیر:

۱:....اس سال ربیع الاوّل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بنی نضیر کیا، شامی اپنی سیرت میں لکھتے ہیں کہ یہی صحیح قول ہے اور کہا گیا ہے کہ غزوۂ بنی نضیر ۳ھ میں غزوۂ بدر کے چھ ماہ بعد ہوا۔

بنونضیر:

یہود کا ایک بہت بڑا قبیلہ تھا، ان کی آبادی مسجدِ قباء سے وَرے عوالی کی طرف مدینہ سے چھ میل پر تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن تک یا اس سے زیادہ دنوں تک ان کا محاصرہ کئے رکھا، تا آنکہ وہ جلاوطنی پر راضی ہوگئے، ان دنوں مدینہ کے عامل ابن اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔

غزوۂ بدرِ صغریٰ:

۲:....اسی سال شعبان میں، اور بقول بعض یکم ذی القعدہ کو، غزوۂ بدر موعد کے لئے تشریف لے گئے، اس کو بدر میعاد، بدرِ صغریٰ، بدرِ ثالثہ اور بدرِ اٰخیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان اور دیگر قریشِ مکہ کے مقابلے میں نکلے تھے، کیونکہ یہ لوگ غزوۂ اُحد سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کر گئے تھے کہ آئندہ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا مقامِ بدر اور الصفراء میں پھر مقابلہ ہوگا، اسی مناسبت سے اس غزوہ کو غزوۂ موعد (وعدے کا مقابلہ) کہا جاتا ہے۔

بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں جانشین بنایا، اور خود بنفسِ نفیس پندرہ سو صحابہؓ کی معیت میں نکلے، لشکر میں دس گھوڑے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر اور الصفراء سے آگے مجنّہ پہنچ گئے۔

مَجَنَّہ:.... میم کے فتحہ کے ساتھ، کبھی کسرہ سے بھی پڑھا جاتا ہے، اور جیم کی زبر اور نون کی تشدید کے ساتھ، مکہ مدینہ کے مابین عرب کا مشہور بازار تھا، مکہ سے دو مرحلوں پر۔

ادھر مشرکین ابوسفیان اور اس کے رُفقاء مکہ سے نکل کر مرّ الظہران تک پہنچے، یہ مکہ سے ایک مرحلے کے فاصلے پر مکہ وعسفان کے درمیان ایک جگہ تھی، مگر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے دِل میں رُعب ڈال دیا اور وہ وہیں سے لوٹ گئے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے صحابہؓ کے ساتھ واپس مدینہ تشریف لے آئے۔

(جاری ہے)

اداریہ

ہجری تقویم...... نیا اسلامی سال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

انسانیت کی تاریخ دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام کے نزول سے شروع ہوتی ہے، مگر اس کائنات کا سلسلہ کب سے چلا آرہا ہے، اس راز سے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہستی واقف نہیں۔ سورج کا طلوع وغروب، چاند کا بڑھنا گھٹنا، موسم کا سرد وگرم ہونا، خزاں سے بہار نکلنا، اندھیرے اجالے کا سفر، شب وروز کی گنتی اور ماہ و سال کا شمار، اس سب کی ابتدا کی حقیقت وہی ذات جانتی ہے جو اول بھی ہے اور آخر بھی۔ اور کائنات کا یہ سفر اسی احکم الحاکمین کے علم ومنشا کے تحت تمام ہوگا۔

پھر انسانوں نے اپنی سہولت کے پیش نظر یومیہ تاریخ اور مہینے وسال کی گنتی کا حساب رکھنا شروع کیا تو اس کے لئے دنیا میں پیش آنے والے کسی اہم واقعے کو بنیاد بنایا اور اپنی تاریخ کا آغاز وہاں سے کیا، ہر قوم وملت نے اپنے وطنی ومذہبی رجحانات، فکری نظریات وخیالات، دینی شعائر وعلامات اور تاریخی نشانات سے اپنی تقویم شروع کی اور اسے اپنا کیلنڈر بنایا۔

دین اسلام کی تاریخ جب مرتب ہونا شروع ہوئی تو یہ سوال اٹھا کہ ہم اپنی تقویم کی بنیاد کسی عظیم الشان واقعے کو بنائیں؟ اس موقع پر کئی رائیں سامنے آئیں، مگر امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رائے کو پسند فرمایا کہ اسلامی تقویم کا سنگ بنیاد ''ہجرت'' پر ہونا چاہئے، کیونکہ ہجرت ہی وہ واقعہ ہے جس نے مکہ مکرمہ کے مسلمانوں کی محکومیت کو مدینہ طیبہ میں حاکمیت سے بدل دیا تھا۔ چنانچہ آج ۱۴۴۴ھ کا اختتام ہمیں یاد کراتا ہے کہ اسلام کے اس اہم واقعے کو چودہ سو چوالیس سال کا عرصہ گزر گیا اور اب ۱۴۴۵ھ شروع ہونے جارہا ہے۔ سال کے مہینوں کی گنتی کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، ارشاد الٰہی ہے:

''إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنۡدَ اللّٰهِ اثۡنَا عَشَرَ شَهۡرًا فِيۡ كِتَابِ اللّٰهِ يَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالۡأَرۡضَ مِنۡهَا أَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ۔''

(التوبہ:۳۶)

ترجمہ: ''مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے ہاں بارہ مہینے ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم میں، جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان اور زمین، ان میں سے چار مہینے ہیں ادب کے، یعنی حرمت واحترام کے۔''

چنانچہ اسلامی سال بارہ مہینوں پر مشتمل ہے، جن کے نام ہر مسلمان کو یاد ہونے چاہئیں، اس غرض سے یہاں لکھے جاتے ہیں:

''(۱) محرم الحرام، (۲) صفر المظفر، (۳) ربیع الاول، (۴) ربیع الثانی، (۵) جمادی الاولیٰ، (۶) جمادی الاخریٰ، (۷) رجب المرجب، (۸) شعبان المعظم، (۹) رمضان المبارک، (۱۰) شوال المکرم، (۱۱) ذوالقعدہ، (۱۲) ذوالحجہ۔''

جس مسلمان کو یہ نام یاد ہوں گے، اسے معلوم ہوگا کہ صفر المظفر دوسرا مہینا ہے، ورنہ یہاں ایک ایسا شخص بھی گزرا ہے جس کا دعویٰ تھا کہ وہ خدا کا نبی ہے، مگر اس کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ وہ صفر المظفر کو چوتھا مہینا قرار دیتا ہے۔ چنانچہ قادیانی ذریت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بیٹے کی پیدائش کے بارہ میں لکھا:

’’اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینا لیا یعنی ماہ صفر۔‘‘

(تریاق القلوب، ص:۱۴، خزائن:۱۵، ص:۲۱۸)

اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اتنی بنیادی معلومات سے جاہل رہنے والا انسان خدا کا نبی نہیں ہوسکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے انبیائے کرام علیہم السلام تو اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم ہوتے تھے اور ان کی کوئی بات کبھی غلط ثابت نہیں ہوئی۔

بہرحال! مسلمانوں کو اسلامی مہینے یاد ہونا اور اسلامی یومیہ تاریخ سے واقف ہونا اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہمارے دین اسلام کی بہت سی عبادات کا انحصار اس پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

’’صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ‘‘ (مشکوٰۃ المصابیح ص:۱۷۴، ط: قدیمی)

ترجمہ: ’’چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو، یعنی عید کرو۔‘‘

پس رمضان کے فرض روزوں اور عید الفطر کا علم چاند کی رؤیت سے ہوگا اور رؤیت تب ہوگی، جب ہمیں چاند کی تاریخ کا علم ہوگا۔ اسی طرح حج، زکوٰۃ، قربانی وغیرہ عبادات بھی انہی مہینوں کے ساتھ مشروط ہیں۔ چنانچہ علمائے کرام نے اسلامی تقویم کا علم ہونا فرض کفایہ قرار دیا ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ اپنی تفسیر قرآن ’’بیان القرآن‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’چونکہ احکام شرعیہ کا مدار حساب قمری پر ہے، اس لئے اس کی حفاظت فرض علی الکفایہ ہے۔ پس اگر ساری امت دوسری اصطلاح کو اپنا معمول بنالیوے جس سے حساب قمری ضائع نہ ہوجائے (تو) سب گناہ گار ہوں گے اور اگر وہ محفوظ رہے (تو) دوسرے حساب کا استعمال مباح ہے، لیکن خلاف سنتِ سلف ضرور ہے اور حساب قمری کا برتنا بوجہ اس کے فرض کفایہ ہونے کے لابدّ افضل واحسن ہے۔‘‘

آج کل چونکہ شمسی وعیسوی کیلنڈر کا رواج عام ہے، اس لئے عموماً لوگوں کو چاند کی تاریخ یاد رکھنے کی عادت نہیں رہی، اس کا حکیمانہ حل ہمارے حضرت شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ یوں تجویز فرماتے ہیں:

’’اکابر فرماتے تھے کہ چاند کی جو تاریخ ہو وہی تمہارے پارے کی تلاوت ہو، کہ تم سے کوئی پوچھے کہ آج تم نے کون سا پارہ پڑھا ہے؟ تو تم کہو کہ میں نے ۲۲واں پارہ پڑھا ہے، آج ۲۲ تاریخ ہے۔ اگر ۲۹ کا چاند ہوگیا تو مہینے کے ختم پر آخری دن ایک پارہ اور پڑھ لو، پہلی تاریخ کو پہلا پارہ شروع کرو، اس سے کم درجہ نہیں ہونا چاہئے۔‘‘ (اصلاحی مواعظ، ج:۱، ص:۱۸۸)

اگر ہم اس نئے اسلامی سال کے پہلے مہینے کی پہلی تاریخ سے روزانہ ایک پارے کی تلاوت کا معمول بنالیں، تو اس طرح ہمیں اسلامی تاریخ یاد رکھنے میں بھی آسانی ہوگی اور قرآن کریم کی تلاوت کا معمول بھی بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس نئے اسلامی سال سے ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ اس نئے ’’اسلامی سال‘‘ کے موقع پر ہمیں اپنا محاسبہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، سال گزشتہ ہم سے جو کوتاہیاں اور خطائیں سرزد ہوئیں آئندہ سال ان سے بچ کر چلنے والا بنائے، ملک وملت جن معاشی مشکلات، سیاسی دگرگوں حالات اور معاشرتی خرابیوں کا شکار ہے، ان سے حفاظت فرمائے، ہمارے عوام اور حکمرانوں کو ایک دوسرے کا خیرخواہ بن کر قوم ووطن کی ترقی کے لئے کوششیں کرنے والا بنائے، ہمیں بھی نیکی کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں نیک حکمران نصیب فرمائے جو دین اسلام کی سربلندی کا باعث ثابت ہوں، آمین!

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

مسجد نبوی:

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے 1 ہجری میں مسجد قبا کی تعمیر کے بعد صحابۂ کرامؓ کے ساتھ مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی۔ اس وقت مسجد نبوی 105 فٹ لمبی اور 90 فٹ چوڑی تھی۔ ہجرت کے ساتویں سال فتح خیبر کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی توسیع فرمائی۔ اس توسیع کے بعد مسجد نبوی کی لمبائی اور چوڑائی 150 فٹ ہوگئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمانوں کی تعداد میں جب غیر معمولی اضافہ ہوگیا اور مسجد ناکافی ثابت ہوئی تو 17ھ میں مسجد نبوی کی توسیع کی گئی۔ 29ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسجد نبوی کی توسیع کی گئی۔ اموی خلیفہ ولید بن عبد الملک نے 88ھ تا 91ھ میں مسجد نبوی کی غیر معمولی توسیع کی۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔ اموی اور عباسی دور میں مسجد نبوی کی متعدد توسیعات ہوئیں۔ ترکوں نے مسجد نبوی کی نئے سرے سے تعمیر کی۔ اس میں سرخ پتھر کا استعمال کیا گیا۔ مضبوطی اور خوبصورتی کے اعتبار سے ترکوں کی عقیدت مندی کی ناقابل فراموش یادگار آج بھی برقرار ہے۔ حج اور عمرہ کرنے والوں اور زائرین کی کثرت کی وجہ سے جب یہ توسیعات بھی ناکافی رہیں تو موجودہ سعودی حکومت نے قرب وجوار کی عمارتوں کو خرید کر اور انہیں منہدم کر کے عظیم الشان توسیع کی جو اب تک کی سب بڑی توسیع مانی جاتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 3 مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کا سفر اختیار نہ کیا جائے: مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میری اس مسجد میں نماز کا ثواب دیگر مساجد کے مقابلے میں ہزار گنا زیادہ ہے سوائے مسجد حرام کے۔“

دوسری روایت میں 50 ہزار نمازوں کے ثواب کا ذکر ہے۔ جس خلوص کے ساتھ وہاں نماز پڑھی جائے گی اسی کے مطابق اجر وثواب ملے گا، ان شاء اللہ۔

حجرہ مبارکہ:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری 10،11 سال مدینہ منورہ میں گزارے۔ 8 ہجری میں فتح مکہ مکرمہ کے بعد بھی آپ نے اسی مبارک شہر کو اپنا مسکن بنایا۔ آپ کے انتقال کے بعد حضور اکرم کی تعلیمات کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ہی آپ کو دفن کردیا گیا۔ اسی حجرہ میں آپ کا انتقال بھی ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اسی حجرہ میں مدفون ہیں۔ اسی حجرہ مبارکہ کے پاس کھڑے ہوکر سلام پڑھا جاتا ہے۔ حجرہ مبارکہ کے قبلہ رخ 3 جالیاں ہیں جس میں دوسری جالی میں 3 سوراخ ہیں، پہلے اور بڑے گولائی والے سوراخ کے سامنے آنے کا مطلب ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر سامنے ہے۔ دوسرے سوراخ کے سامنے آنے کا مطلب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر سامنے ہے اور تیسرے سوراخ کے سامنے آنے کا مطلب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر سامنے ہے۔

ریاض الجنۃ:

قدیم مسجد نبوی میں منبر اور روضۂ اقدس کے درمیان جو جگہ ہے وہ ریاض الجنۃ کہلاتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔“

”منبر اور روضہ کے درمیان کی جگہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔“

ریاض الجنۃ کی شناخت کے لئے یہاں سفید سنگ مرمر کے ستون ہیں۔ ان ستونوں کو اسطوانہ کہتے ہیں، ان ستونوں پر ان کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں۔ ریاض الجنۃ کے پورے حصہ میں جہاں سفید اور ہری قالینوں کا فرش ہے

نمازیں ادا کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے، نیز قبولیت دعا کے لئے بھی خاص مقام ہے۔

اصحابِ صفہ کا چبوترہ:

مسجد نبوی میں حجرۂ شریفہ کے پیچھے ایک چبوترہ بنا ہوا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں وہ مسکین وغریب صحابہ کرامؓ قیام فرماتے تھے جن کا نہ گھر تھا نہ در، اور جو دن ورات ذکر وتلاوت کرتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مستفیض ہوتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی درسگاہ کے ممتاز شاگردوں میں سے ہیں۔ اصحاب صفہ کی تعداد کم اور زیادہ ہوتی رہتی تھی، کبھی کبھی ان کی تعداد 80 تک پہنچ جاتی تھی۔ سورۃ الکہف کی آیت نمبر 28 انہی اصحاب صفہ کے حق میں نازل ہوئی، جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا۔

جنت البقیع (بقیع الغرقد):

یہ مدینہ منورہ کا قبرستان ہے جو مسجد نبوی سے بہت تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس میں بے شمار صحابہ (تقریباً 10 ہزار) اور اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحبزادیاں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔

جبل اُحد (اُحد کا پہاڑ):

مسجد نبوی سے تقریباً 4 یا 5 کیلومیٹر کے فاصلہ پر یہ مقدس پہاڑ واقع ہے جس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ“

ترجمہ: ”اُحد کا پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اُحد سے محبت رکھتے ہیں۔“

اسی پہاڑ کے دامن میں 3ھ میں جنگ احد ہوئی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخت زخمی ہوئے اور تقریباً 70 صحابۂ کرام شہید ہوئے تھے۔ یہ سب شہداء اسی جگہ مدفون ہیں جس کا احاطہ کردیا گیا ہے۔ اسی احاطہ کے بیچ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مدفون ہیں، آپؓ کی قبر کے برابر میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاص اہتمام سے یہاں تشریف لاتے اور شہداء کو سلام ودعا سے نوازتے تھے۔

مَسْجِدِ قُبا:

مسجد قُبا مسجد نبوی سے تقریباً 4 کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ مسلمانوں کی یہ سب سے پہلی مسجد ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو قبیلہ بن عوف کے پاس قیام فرمایا اور آپ نے صحابۂ کرامؓ کے ساتھ خود اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس مسجد کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی۔“

(التوبہ 108)

ترجمہ: ”وہ مسجد جس کی بنیاد اخلاص وتقویٰ پر رکھی گئی ہے۔“

مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد مسجد قبا دنیا بھر کی تمام مساجد میں سب سے افضل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سوار ہوکر کبھی پیدل چل کر مسجد قبا تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے: ”جو شخص (اپنے گھر سے) نکلے اور اس مسجد (یعنی مسجد قبا) میں آکر (2 رکعت) نماز پڑھے تو اسے عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔“

مسجد جمعہ:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اسی مسجد میں جمعہ ادا فرمایا تھا، یہ مسجد قبا کے قریب ہی واقع ہے۔

مسجد فتح (مسجد احزاب):

یہ مسجد جبل سلع کے غربی کنارے پر اونچائی پر واقع تھی۔ غزوۂ خندق (احزاب) میں جب تمام کفار مدینہ منورہ پر مجتمع ہوکر چڑھ آئے تھے اور رسول اللہ اور صحابہ کرامؓ کی جانب سے خندقیں کھودی گئی تھیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ دعا فرمائی تھی چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اس مسجد کے قریب کئی چھوٹی چھوٹی مسجدیں بنی ہوئی ہیں جو مسجد سلمان فارسی، مسجد ابوبکر، مسجد عمر اور مسجد علی کے نام سے مشہور ہیں۔ دراصل غزوۂ خندق کے موقع پر یہ اُن حضرات کے پڑاؤ تھے جن کو محفوظ اور متعین کرنے کیلئے غالباً سب سے پہلے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مساجد کی شکل دی۔ یہ مقام مساجد خمسہ کے نام سے مشہور ہے۔ اب سعودی حکومت نے اس جگہ پر ایک بڑی عالیشان مسجد (مسجد خندق) کے نام سے تعمیر کی ہے۔

مسجد قبلتین:

تحویل قبلہ کا حکم عصر کی نماز میں ہوا۔ ایک صحابی نے عصر کی نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی، پھر انصار کی جماعت پر ان کا گزر ہوا۔ وہ انصار صحابہ (مسجد قبلتین میں) بیت المقدس کی جانب نماز ادا کررہے تھے۔ ان صحابی (باقی صفحہ 16 پر)

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہم کی

"صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحَابَة"

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

''جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔'' (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)

مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

ہم اس وقت مکہ مکرمہ کی سرزمین میں ہیں اور یہ سن ۷ ق، ہ کا زمانہ ہے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر معمولی آلام ومصائب کا سامنا کررہے ہیں جو قریش کے ہاتھوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین پر نازل ہورہی ہیں اور اپنے کندھوں پر دعوتِ اسلامی کے افکار وہموم کے اس بوجھ کو اٹھائے ہوئے ہیں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو رنج وبلا کے لامتناہی سلسلے سے منسلک کردیا ہے۔

انہیں صبر آزما اور زہرہ گداز لمحات میں سرور وانبساط کی ایک روشنی اس مژدۂ جاں فزا کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نمودار ہوئی کہ امّ ایمن نے ایک لڑکے کو جنم دیا ہے۔ یہ خبر سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک خوشی سے چمک اٹھا اور پیشانی کی لکیریں روشن ہوگئیں۔

کون تھا وہ نیک بخت بچہ، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی خوشی سے ہمکنار کیا تھا؟ وہ اسامہ ابن زیدؓ تھے۔

اس نومولود کی پیدائش پر رسول اللہ کا خوش ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کسی کے لئے باعثِ حیرت نہ تھا کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ اس کے والدین کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کیا مقام ومرتبہ ہے۔ بچے کی ماں ''برکہ حبشیہ'' تھیں جو اپنی کنیت امّ ایمن کے ساتھ مشہور تھیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ بنت وہب کی لونڈی تھیں۔ انہوں نے آپ کی والدہ کی زندگی میں آپ کی پرورش کی اور ان کے انتقال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کی آغوش تربیت میں نشوونما پائی۔ چنانچہ آپ نے دنیا میں ہوش کی آنکھیں اس حال میں کھولیں کہ ان کے سوا کسی کو ''ماں'' نہیں جانتے تھے۔ اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ بے پناہ محبت کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متعلق اکثر فرمایا کرتے تھے۔

''هي امي بعد امي و بقية اهل بيتي۔''

ترجمہ: ''یہ میری ماں ہیں، میری ماں کے بعد اور میرے گھر والوں میں سے باقی ماندہ ہیں۔''

تو یہ ہیں اس سعادت مند بچے کی ماں۔ رہے اس کے والد، تو وہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب، اسلام سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی درازدار، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے ایک فرد اور اسلام کے بعد لوگوں میں آپ کے نزدیک محبوب ترین شخص، حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ۔

حضرت اسامہ ابن زیدؓ کی پیدائش کے موقع پر جیسی خوشی مسلمانوں کو حاصل ہوئی ویسی ان کے علاوہ کسی دوسرے بچے کی پیدائش پر نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ ہر وہ چیز جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث فرحت و سرور ہوتی وہ مسلمانوں کے لئے بھی وجہ مسرت وشادمانی ہوتی تھی۔ اس لئے مسلمانوں نے اس خوش بخت بچے کا لقب ''حِبّ'' اور ''ابن الحِبّ'' رکھ دیا تھا اور انہوں نے اس کا یہ لقب رکھتے وقت دراصل کسی

قسم کی مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیا تھا۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اس سے ایسی محبت رکھتے تھے کہ ساری دنیا اس پر رشک کرتی تھی۔

حضرت اسامہ ابن زیدؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت حسن بن فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما کے تقریباً ہم سن تھے۔ حضرت حسنؓ گورے، تابندہ رو، نہایت خوبصورت اور اپنے نانا جان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ مشابہ تھے اور حضرت اسامہؓ کا رنگ سانولا اور ان کی ناک چپٹی تھی۔ وہ اپنی والدہ کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبت میں ان دونوں کے درمیان کسی قسم کا کوئی فرق و امتیاز روا نہیں رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہؓ کو اپنے ایک زانو پر اور حضرت حسنؓ کو دوسرے زانو پر بٹھاتے پھر ان دونوں کو ایک ساتھ اپنے سینے سے چمٹاتے ہوئے فرماتے تھے:

’’اللّٰھم انی احبھما فاحبھما۔‘‘

ترجمہ: ’’خدایا! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر۔‘‘

حضرت اسامہؓ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا یہ حال تھا کہ ایک بار جب وہ دروازے کی دہلیز سے ٹھوکر کھا کر گر پڑے، ان کی پیشانی زخمی ہوگئی اور زخم سے خون جاری ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اشارہ فرمایا کہ اٹھ کر ان کا خون بند کریں، لیکن جب وہ نہیں اٹھیں تو آپ خود ہی اٹھے اور خون کو بند کرنے کے لئے ان کے زخم کو چوسنے لگے۔ آپ خون چوستے جاتے اور تھوکتے جاتے اور ایسے الفاظ میں ان کی دلداری فرماتے جا رہے تھے جن سے شفقت و رحم دلی کے جذبات امڈے پڑ رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح بچپن میں ان سے محبت کرتے تھے، جوانی میں بھی اس میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ قریش کے ایک رئیس حکیم بن حزام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نہایت بیش قیمت جوڑا ہدیہ کیا جو انہوں نے یمن سے پچاس دینار میں خریدا تھا۔ وہ جوڑا یمن کے مشہور بادشاہ ’’ذی یزن‘‘ کا تھا۔ چونکہ اس وقت حکیم بن حزام مشرک تھے، اس لئے آپ نے ان کا ہدیہ قبول نہیں کیا بلکہ ان کو اس کی قیمت ادا کردی۔ آپ نے اس کو صرف ایک دفعہ جمعہ کے دن پہنا اور پھر اتار کر حضرت اسامہؓ کو دے دیا، جسے پہن کر وہ صبح وشام اپنے ہم جولی مہاجر اور انصاری نوجوانوں کے ساتھ گھومنے پھرنے کے لئے نکلتے تھے۔

حضرت اسامہؓ جب سنِ بلوغ کو پہنچے تو ان کی شخصیت سے ان کریمانہ عادات و اطوار اور ان شریفانہ خصائل و اخلاق کا نمایاں طور پر اظہار ہونے لگا جو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے شایانِ شان ثابت کرنے کے لئے کافی تھے۔

وہ نہایت ذہین اور غیر معمولی طور پر بہادر تھے۔ وہ دانش مند ایسے تھے کہ ہر معاملے کے موقع و محل کو سمجھتے اور اسی کے مطابق اسے نمٹاتے تھے۔ وہ نہایت پاکباز تھے، سطحی قسم کے اعمال و حرکات سے کوسوں دور رہتے، بے تکلف اور ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے، لوگ ان سے محبت کرتے، نہایت متقی اور پرہیزگار تھے، اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا تھا۔

غزوۂ احد کے موقع پر حضرت اسامہؓ چند نوعمر صحابہ کرامؓ کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کے ارادے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے جن کو لینا تھا، لے لیا، باقی لوگوں کو ان کی کم سنی کی وجہ سے واپس فرمادیا۔ واپس کئے جانے والوں میں خود حضرت اسامہؓ بھی تھے۔ جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جہاد کرنے کا موقع نہیں ملا تو وہ اس سعادت سے محرومی پر بہت غمگین ہوئے۔ واپس لوٹتے ہوئے ان کی ننھی ننھی آنکھوں سے بے تحاشا آنسو بہہ رہے تھے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر بھی وہ اور متعدد نوجوان صحابہؓ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے، حضرت اسامہؓ کے شوقِ جہاد کا یہ عالم تھا کہ پنجوں کے بل کھڑے ہوکر وہ اپنے قد کو اونچا کرنے کی کوشش کررہے تھے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جنگ میں حصہ لینے کی اجازت دے دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترس کھا کر ان کو اجازت مرحمت فرمادی۔ چنانچہ جس وقت انہوں نے پہلے پہل جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تلوار اٹھائی اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔

جنگ حنین میں، جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے۔ حضرت اسامہ ابن زیدؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم حضرت ابوسفیان ابن حارثؓ اور چھ دیگر صحابہ کرامؓ کے ساتھ میدان میں ڈٹے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ بات ممکن ہوئی کہ

مسلمانوں کے اسی مختصر اور جانباز گروہ کے ذریعے اپنے اصحاب کی شکست کو فتح و کامرانی سے تبدیل کر سکیں اور بھاگتے ہوئے مسلمانوں کو مشرکین کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچا سکیں۔

غزوۂ موتہ میں وہ اپنے والد حضرت زیدؓ بن حارثہ کی زیر قیادت اٹھارہ سال کی عمر میں شریک ہوئے۔ انہوں نے اپنے والد کو اپنی آنکھوں کے سامنے میدان جنگ میں شہید ہو کر گرتے دیکھا، لیکن نہ تو اس سے ان کے حوصلے پست ہوئے نہ ان کے پائے استقلال میں کسی قسم کی کوئی لغزش پیدا ہوئی، بلکہ وہ لڑتے رہے ان کے بعد حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کی قیادت میں حتی کہ وہ شہید ہو گئے اور پھر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی ماتحتی میں یہاں تک کہ وہ بھی اپنے دونوں ساتھیوں سے جا ملے اور پھر حضرت خالد بن ولیدؓ کی سرکردگی میں یہاں تک کہ انہوں نے اس مختصر لشکر کو رومیوں کے پنجے سے نکال لیا۔ پھر وہ اپنے والد کی شہادت پر اللہ تعالیٰ سے بہترین اجر و ثواب کی امید لئے ہوئے اور ان کے جسد مقدس کو شام کی سرحد پر چھوڑ کر مدینے واپس لوٹے، لوٹتے وقت وہ اسی گھوڑے پر سوار تھے، جس پر ان کے والد نے شہادت پائی تھی۔

۱۱ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں سے جنگ کے لئے ایک فوج کی تیاری کا حکم دیا اور اس میں حضرت ابوبکر، عمر، سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ ابن جراح رضوان اللہ عنہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ کرام کو شامل کیا اور اس پوری فوج کی قیادت حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہما کے سپرد کی۔ اس وقت ان کی عمر بیس سال سے متجاوز نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے سواروں کو لے کر حدود ''بلقاء'' اور قلعہ ''داروم'' تک ان سارے علاقوں کو روند ڈالیں جو روم کے شہر ''غزہ'' سے متصل واقع ہیں۔

یہ لشکر ابھی کوچ کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز ہو گئی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدت اختیار کر گیا تو فوج نے اس وقت تک اپنی روانگی موقوف کر دی جب تک آپ کے مرض کی کوئی واضح صورتِ حال سامنے نہیں آ جاتی۔ حضرت اسامہؓ کا بیان ہے کہ:

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری نے تشویش ناک صورت اختیار کر لی تو میں اور میرے ساتھ دوسرے لوگ واپس آ گئے۔ میں سرکار (فداہ ابی وامی) کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ مرض کی شدت کے سبب بول نہیں پا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستِ مبارک کو آسمان کی طرف اٹھاتے اور میرے اُوپر رکھتے رہے۔ اس سے میں نے یہ سمجھا کہ آپ میرے لئے دعا فرما رہے ہیں۔''

پھر آپ کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت کی بیعت مکمل ہو گئی تو انہوں نے جیش اسامہ کی روانگی کا حکم صادر فرمایا، لیکن انصار میں سے کچھ لوگوں کی رائے یہ تھی کہ سرِ دست اس مہم کو موخر کر دیا جائے۔ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ سے اس بات کی خواہش کی کہ وہ اس معاملے میں حضرت ابوبکرؓ سے بات کریں۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر وہ نہ مانیں اور فوج کی روانگی پر اصرار کریں تو ان کی خدمت میں ہماری طرف سے یہ درخواست پہنچا دیجئے کہ وہ فوج کی قیادت کسی ایسے شخص کے حوالے کر دیں جو اسامہ سے سن رسیدہ ہو۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ کی زبان سے انصار کا یہ پیغام سنتے ہی اچھل کر کھڑے ہو گئے... اس وقت وہ بیٹھے ہوئے تھے... اور ان کی داڑھی پکڑ کر نہایت غضبناک لہجے میں بولے:

''ثکلتک امک یابن الخطاب استعملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتامرنی ان انزعہ واللہ لایکون ذالک۔''

ترجمہ: ''خطاب کے بیٹے! تمہاری ماں تمہیں گم کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مقرر کیا اور تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں اسے معزول کر دوں، خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا۔''

جب حضرت عمرؓ لوٹ کر ان کے پاس پہنچے اور انہوں نے دریافت کیا کہ حضرت ابوبکرؓ نے کیا جواب دیا تو وہ خفا ہوتے ہوئے بولے:

''امضو ثکلتکم امھاتکم، لقد لقیت فی سبیلکم من خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالقیت۔''

ترجمہ: ''ہٹو! تمہاری مائیں تمہیں گم کریں، تم لوگوں کی وجہ سے مجھے خلیفۂ رسول سے سخت ڈانٹ سننی پڑی ہے۔''

مجاہدین کا یہ لشکر جب اپنے نوجوان قائد کی قیادت میں روانہ ہوا تو خلیفۂ رسول اس کو رخصت کرنے کے لئے پاپیادہ اس کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ حضرت اسامہؓ نے جو اپنے گھوڑے پر سوار تھے ان سے کہا: ''خلیفۂ رسول! خدا کی قسم! یا تو آپ سوار ہو جائیں ورنہ میں بھی نیچے

اترتا ہوں۔‘‘

لیکن حضرت ابوبکرؓ نے سوار ہونے کے بجائے ان سے کہا:

’’خدا کی قسم! نہ تم نیچے اتروگے، نہ میں سوار ہوں گا.... کیا حرج ہے اگر میرے پاؤں بھی تھوڑی دیر خدا کی راہ میں گردآلود ہولیں؟‘‘

پھر ان کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا:

’’میں تمہارے دین وایمان اور خاتمۂ اعمال کو خدا کے حوالے کرتا ہوں اور تم کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی نصیحت کرتا ہوں، جوانہوں نے تم کو دیا تھا۔‘‘ پھران کو متوجہ کرتے ہوئے کہا:

’’اگرمناسب سمجھو تو عمر کے ذریعہ میری مدد کرو اور انہیں میرے پاس رُک جانے کی اجازت دے دو‘‘ اور انہوں نے حضرت عمرؓ کو اجازت دے دی۔ حضرت اسامہ ابن زیدؓ فوج لے کر روانہ ہوئے اور انہوں نے ہر اس حکم کی تعمیل کی جس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیا تھا۔ انہوں نے مسلمان شہسواروں کو لے کر بلقاء کے سرحدی حدود اور سرزمین فلسطین کے قریب قلعۂ داروم تک تمام رومی علاقوں کو روند ڈالا۔ انہوں نے رومیوں کی ہیبت مسلمانوں کے دلوں سے نکال پھینکی اور اس کے سامنے شام، مصر اور شمالی افریقا میں بحرظلمات تک فتح کی راہیں ہموار کردیں اور پھر وہ اسی گھوڑے پر سوار مدینہ واپس لوٹے جس پر ان کے والد شہید ہوئے تھے۔ وہ اپنے ساتھ اس قدر مال غنیمت لے کر لوٹے تھے جس کا اندازہ لگانا مشکل تھا، یہاں تک کہ کہا گیا:

’’مارئی جیش اسلم واغنم‘‘ ’’آج تک ایسا کوئی لشکر دیکھنے میں نہیں آیا جو جیش اسامہ من جیش اسامہ بن زید سے زیادہ محفوظ ہو اور اس سے زیادہ مال غنیمت لے کر لوٹا ہو۔‘‘

حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ جب تک ان کی زندگی نے وفا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسِ وفا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی علامت کے طور پر مسلمانوں کی محبت و تکریم کا مرکز بنے رہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے جو وظیفہ ان کے لئے مقرر کیا وہ ان کے فرزند حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے زیادہ تھا۔ اس پر انہوں نے اپنے والد سے کہا:

’’ابا جان! آپ نے اسامہ کے لئے چار ہزار اور میرے لئے صرف تین ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا ہے، حالانکہ نہ ان کے والد آپ سے افضل تھے، نہ انہیں مجھ پر کوئی فضیلت حاصل ہے۔‘‘

حضرت عمرؓ نے ان کو جواب دیا کہ:

’’تمہاری یہ بات حقیقت سے بہت دور ہے.... یقیناً اسامہ کے باپ تمہارے باپ سے اور خود وہ تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھے۔‘‘

اور حضرت عبداللہؓ یہ سن کر مطمئن ہوگئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے ملتے تو کہتے: ’’مرحبا بامیری‘‘ (میرے امیر! خوش آمدید)، اور جب کسی کو اس پر تعجب ہوتا تو فرماتے: ’’لقد امّرہ علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔‘‘

ترجمہ: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو میرا امیر مقرر فرمایا تھا۔‘‘

اللہ تعالیٰ ان عظیم ہستیوں پر اپنی بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پوری تاریخ افرادِ انسانی کے کسی ایسے گروہ سے ناآشنا ہے جو اصحابِ رسول رضوان اللہ عنہم اجمعین سے زیادہ عظیم، کامل اور شریف ہو۔

☆☆ .... ☆☆

تحریف قرآن کیس میں قادیانی گستاخ کی درخواست ضمانت خارج

چناب نگر (نمائندہ امت) سیشن کورٹ نے تحریف قرآن کریم کی طباعت واشاعت کے مقدمے میں گستاخ مرزا مبارک احمد قادیانی کی درخواست ضمانت خارج کردی۔ ملزم تحریف شدہ قرآن کریم کی طباعت اشاعت، ترسیل اور سوشل میڈیا کے ذریعے پوری دنیا میں وائرل کرنے میں ملوث ہونے کے ساتھ ساتھ قادیانی نیٹ ورک کا مرکزی کردار ہے۔ ملزم قادیانی جماعت کے مرکزی ادارے جامعۃ الحفظ کا پرنسپل، مدرسہ عائشہ کا نگراں اور مرکزی شوریٰ جماعت قادیانی کا ممبر ہے۔ گزشتہ روز سیشن جج راؤ اجمل کی معزز عدالت نے سماعت کے دوران ملزم کی درخواست ضمانت خارج کردی۔ ملزم کی جانب سے وکیل وقادیانی جماعت کی دارالقضا کا جج مرزا عادل سیکریٹری امور عامہ قادیانی جماعت عامر منیر اور آفتاب چیمہ نے پیش ہوکر موقف اپنایا کہ مرزا مبارک کے خلاف شواہد موجود نہیں ہیں۔ موکل کو سازش کے ذریعے اور مذہبی تعصب کی بنا پر مقدمہ میں ملوث کیا گیا ہے۔ مقدمہ بے بنیاد ہے۔ دوسری جانب مدعی مقدمہ حسن معاویہ کی جانب سے لیگل کمیشن آن بلاسفیمی کی لیگل ٹیم کے ممبران ندیم گجر، کامران، سردار اجمل اور شیخ نواز ایڈووکیٹ پیش ہوئے۔ وکلا نے ملزم کے خلاف تمام شواہد معزز عدالت کے سامنے پیش کردیئے اور ملزم کا مجرمانہ کردار بھی سامنے لائے، عدالت نے فریقین کے دلائل اور ریکارڈ پر ملزم کی درخواست ضمانت خارج کردی۔ (روزنامہ امت کراچی، ۱۱رجون ۲۰۲۳ء)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز احمد مدظلہ کی چند نصائح

17ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس سرائے نورنگ

ضبط وترتیب:.... مولانا محمد ابراہیم ادہمی

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:

”حضرات گرامی! آج کی یہ ختم نبوت کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرائے نورنگ ضلع لکی مروت کے زیر انتظام منعقد ہورہی ہے، میں آپ حضرات کو اور جملہ منتظمین کو کانفرنس کی کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں صرف ایک دو باتیں کرکے آپ سے اجازت لوں گا۔

سب سے پہلے ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے حوالے سے مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا، وہ سنانا مقصود ہے۔ میرے والد صاحب خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے اور بہت سخت بیمار تھے، انہوں نے مجھے فرمایا کہ چناب نگر کی کانفرنس کب ہے؟ میں نے کہا: جی فلاں تاریخ کو ہے اور چند دنوں کے بعد چناب نگر والی کانفرنس شروع ہورہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے کانفرنس میں جانا ہے اور وہ پہلا موقع تھا کہ حضرتؒ کی علالت کی پیش نظر مجلس والوں نے کانفرنس میں آنے کی دعوت نہیں دی تھی کہ حضرتؒ بیمار ہیں آ نہیں سکتے ہم نے دعوت دے دی تو انہیں ذہنی طور پر پریشانی ہوگی لہٰذا دعوت نہیں دی۔ میں نے کہا کہ حضرت! آپ اتنے بیمار ہیں، تکلیف ہے وہاں تو آپ کی بیماری کے حساب سے کوئی انتظام بھی نہیں کی ہے تو آپ کیسے اس کانفرنس میں جائیں گے؟ بہت مشکل ہے انہوں نے فرمایا: ”جو بھی ہو میں نے جانا ہے۔“ میں انکار کررہا تھا اور حضرت اصرار فرماتے رہے پھر آخری حربے کے طور پر میں نے والد صاحبؒ سے عرض کیا کہ مجلس والوں نے تو آپ کو بلایا نہیں، دعوت نہیں دی ہے آپ اتنا اصرار وہاں جانے کے لئے کیوں کررہے ہیں؟ تو حضرتؒ نے وہاں پر ایک جملہ ارشاد فرمایا، وہ جملہ آپ کو بتانا مقصود ہے، جب میں نے کہا کہ مجلس والوں نے تو آپ کو بلایا ہی نہیں، دعوت بھی نہیں دی ہے پھر آپ اتنا اصرار وہاں جانے کے لئے کیوں کررہے ہیں؟ تو انہوں نے برجستہ مجھے فرمایا کہ ”ختم نبوت کانفرنس میں جانے کے لئے ہم ان کی دعوت کا انتظار کریں گے کہ وہ ہم کو دعوت دیں تب ہم جائیں؟ وہ دعوت دیں یا نہ دیں میں نے کانفرنس میں جانا ہے۔“ جب یہ ساری باتیں ہوگئیں انہوں نے محسوس کرلیا کہ میرے بیٹے اس بات پر آمادہ نہیں ہیں کہ یہ مجھے کانفرنس میں لے جائیں تو ہمارا ایک ساتھی ہے سب اس کو جانتے ہیں، پشاور میں سکندر اعظم نام ہے انہوں نے والد صاحبؒ کے ساتھ بہت سفر کیا ہے اتفاق سے وہ خانقاہ شریف آیا ہوا تھا تو اس کو قریب بلایا اور کہا: کہ یہ جو تمہارے بھائی ہیں نا اُن کی نیت ٹھیک نہیں ہے کہ مجھے نہیں لے جائیں گے تم نے چناب نگر کانفرنس سے پہلے اپنی گاڑی لے کر آ جانا اور مجھے کانفرنس میں لے جانا ہے۔

وہ آ گیا اور حضرتؒ چناب نگر کانفرنس میں پہنچ گئے اور پورے دو دن وہاں رہے اور وہ حضرتؒ کی زندگی کا آخری سفر تھا، چناب نگر ختم نبوت کانفرنس اُن کی آخری کانفرنس تھی جس میں اُنہوں نے شرکت کی اس بعد بس تھوڑا عرصہ حیات رہے۔

اسٹیج پر جو حضرات بیٹھے ہیں اس میں علماء کرام بھی ہیں، مفتیان عظام بھی ہیں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ جب بھی، کہیں بھی، ختم نبوت کی کانفرنس ہو اور آپ آسانی سے پہنچ سکتے ہوں تو مہربانی کرکے ضرور شریک ہونا، اس وجہ سے اُس کانفرنس میں جانا مت چھوڑنا کہ انہوں نے مجھے تو بلایا نہیں ہے، ادہمی صاحب نے مجھے نہیں بلایا ہے، مفتی عظمت اللہ صاحب نے مجھے بنوں کانفرنس میں نہیں بلایا ہے تو میں کیوں جاؤں؟ آپ کے وہ امیر مرکزیہ جو 45 سال مجلس کے امیر اور نائب امیر رہے، ان کا عمل میں نے آپ کو بتایا کہ کانفرنس میں شرکت اس وجہ سے نہ چھوڑی اور اس وجہ سے محروم نہ رہے کہ کسی نے بلایا نہیں ہے اور کسی نے دعوت نامہ نہیں دیا، آپ کو بلانے کے لئے آپ کے پاس وفد نہیں آیا ہے، آپ بھی اس پر عمل کریں کہ کانفرنس کا اعلان ہو اور آپ نے

تیاری کرنی ہے کہ میں نے تو جانا ہے، اسٹیج پر جگہ نہ ملے سامنے بیٹھ جائیں مگر شریک ضرور ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم چونکہ خانقاہ کے لوگ ہیں، صوفی لوگ ہیں تو ہمارے ہاں تصوف کی لائن میں درجات ہیں پہلے ایک درجے کا آدمی ہوتا ہے پھر محنت کرتا ہے دوسری درجے میں پہنچ جاتا ہے، پھر محنت کرتا ہے اس سے اوپر کے درجے میں پہنچ جاتا ہے تو اسی طرح ترقی کرتے کرتے ایک مقام ایسا آتا ہے جس کو شکستگی انا کہتے ہیں، اپنی انا کے بت کو توڑنا ہوتا ہے، انا کا مطلب ہے میں، میں مفتی صاحب، میں شیخ الحدیث صاحب، میں فلاں کا خلیفہ مجاز ہوں، میں اتنا بڑا افسر، میں اتنا بڑا تاجر، یہ میں، میں جو ہے اس بت کو توڑنے کو شکستگی انا کہتے ہیں اور اس شکستگی انا کا اور ختم نبوت کے کام کا آپس میں بہت گہرا جوڑ ہے جس نے ختم نبوت کے عقیدے کی حفاظت کے لئے کام کرنا ہے، اس کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ جب وہ ارادہ کرے تو سب سے پہلے اپنی انا کے بت کو توڑے تو اس میدان میں اُس کو کامیابی ہوگی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی اور شفقت نصیب ہوگی اگر وہ اپنی انا کا بت اپنی آستین میں اُسی طرح رکھے اور نعرہ لگائے ختم نبوت کا تو یہ دو ضدین ہیں یہ اکٹھی نہیں ہوسکتیں، اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے احوال کی طرف متوجہ رہا کریں، اگر آپ کو اسٹیج پر جگہ نہیں ملتی تو سامنے بیٹھ جائیں اور سامنے آگے جگہ نہ ہو تو پیچھے بیٹھ جائیں لیکن اپنی انا کو شکست دیں۔

میں ایک بات دوستوں سے مزید عرض کرتا ہوں کہ تبلیغی جماعت، ہماری جماعت ہے، ہمارے بزرگوں کی جماعت ہے، بہت بڑے مشن پر وہ عمل پیرا ہے، اگر کوئی آدمی تبلیغی جماعت کے ساتھ شب جمعہ گزارتا ہے، سہ روزہ لگاتا ہے چلہ پر جاتا ہے اور اس کی نیت یہ ہے کہ میں چلہ لگا کر آؤں گا تو لوگوں کے اعمال کی اصلاح کرونگا تو تبلیغی جماعت کے ساتھ اُس کی وابستگی، سہ روزہ، چلہ اور شب جمعہ پر جانا یہ سب عبث، اور بیکار ہے تبلیغی جماعت میں فائدہ اسی کا ہوگا کہ جو اپنی اصلاح کے لئے اور اپنے اعمال کی اصلاح کے لئے جائے، سہ روزہ لگائے اور چلہ میں جائے ہر شب جمعہ اُن کے ساتھ گزارے کہ اللہ تعالیٰ میرے حال پر رحم کریں، میرے اعمال ٹھیک ہوجائیں اور میرا باطن کی ٹھیک ہوجائے یہ تو ہے محمود اور اگر اس نیت سے جائے کہ میں چلہ لگا کر آؤں گا اہل محلہ کی اصلاح کروں گا، اہل شہر والوں کی اصلاح کرونگا تو یہ عمل عبث اور باطل ہے۔

بالکل اسی طرح اگر کوئی شخص کسی خانقاہ میں جاتا ہے، کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے اور ذکر اذکار سیکھنا شروع کرتا ہے محنت کرتا ہے، مجاہدے کرتا ہے، اس نیت سے کہ یہاں سے مجھے خلافت مل جائے گی، پھر لوگوں کو میں مرید کروں گا، ان کی اصلاح کرونگا وہ ایک سرٹیفکیٹ، سند لینے کے لئے آیا ہے تو وہ جتنا بھی ٹائم لگا رہا ہے جتنی بھی محنت کررہا ہے وہ ساری عبث ہے، بیکار ہے اور فضول ہے، خانقاہ میں جائے، کسی اللہ والے سے تعلق جوڑے، اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے صرف اس لئے کہ میرا باطن ٹھیک ہوجائے، میری باطنی بیماریاں ٹھیک ہوجائیں اور اللہ تعالیٰ میرے اوپر مہربان ہو جائے، اگر دوسروں کی اصلاح کے لئے وہ ایسا کرے گا تو وہ اُس کا عمل باطل ہے، بیکار ہے اس کو کوئی فائدہ نہیں۔

علمائے کرام ومشائخ عظام کنونشن، ایبٹ آباد

ایبٹ آباد (مولانا محمد سجاد) 10 رجون 2023ء بروز ہفتہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ایبٹ آباد کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد صدر بازار ایبٹ آباد میں ایک عظیم الشان کنونشن علماء کرام ومشائخ عظام اور کارکنان کے اعزاز واکرام میں منعقد ہوا۔ جو اپنی شب وروز کی مصروفیات کو ترک کرکے جملہ ختم نبوت کانفرنسز اور تربیتی پروگرامز میں پیش پیش رہے۔ معزز مہمانوں نے ان کی خدمات کو سراہا اور تحسین فرمائی۔ کنونشن کا آغاز حضرت مولانا سید حامد شاہ صاحب نے تلاوت کلام الٰہی سے فرمایا اور ترانہ ختم نبوت سے سامعین کے دلوں کو گرمایا۔ بعد ازاں مبلغ ختم نبوت اسلام آباد مولانا مفتی محمد طیب صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سنہری خدمات اور مختلف ادوار کی تاریخ کو بڑے ہی احسن انداز میں بیان فرمایا جس کی بدولت ہر محاذ پر اکابرین ختم نبوت کو اللہ تعالیٰ نے کامیابیوں سے ہمکنار فرمایا۔ مرکزی مبلغ رحیم یار خان حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب نے ''عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی اہمیت'' بیان فرمائی، علاوہ ازیں قادیانیوں کے بعض شبہات کا مدلل جواب دیا۔ نماز ظہر کے بعد جملہ حلقہ جات کے 400 سے زائد کارکنان ختم نبوت میں حسن کارکردگی کی اسناد تقسیم کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے آمین۔

اسی طرح آپ میں سے کوئی بھی شخص اس نیت سے مجلس کے ساتھ آتا ہے کہ مجھے عہدہ مل جائے گا، مجھے عزت مل جائے گی، مجھے شہرت مل جائے گی، لوگ مجھے پہچاننا شروع کر دیں گے اگر اس نیت سے آتا ہے تو اس کا یہ آنا بیکار ہے، عبث ہے، فضول ہے، مجلس کے ساتھ جس نے آنا ہے وہ اس لئے آئے کہ میں اپنے ایمان کی حفاظت کرنے کے قابل ہو جاؤں تاکہ میرے ایمان پر کوئی ڈاکہ نہ ڈال سکے اور میری جماعت کے ساتھ وابستگی کی وجہ سے میرے بچوں کا ایمان محفوظ ہو جائے، میرے گھر والوں کا ایمان محفوظ ہو جائے، اس نیت سے آئے گا تو اللہ تعالیٰ کی اس پر کروڑوں کروڑوں رحمتیں اور برکتیں ہوں گی اگر وہ اپنی شہرت کے لئے، اپنے عہدے کے لئے، اپنا شملہ اونچا کرنے کے لئے آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو یہ قبول نہیں ہے مہربانی کر کے جو بھی کام کرو خالص اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کے لئے کرو، اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو جائیں گے تو ہم کامیاب ہیں۔

آخری بات! یہ آپ کی نورنگ کی جماعت ختم نبوت جس میں مولانا عبدالرحیم صاحب، مفتی ضیاء اللہ صاحب، ادہمی صاحب ہیں اور ان کے ساتھ اور بھی رفقاء کار ہیں، اِنہوں نے ہمت کر کے سرائے نورنگ کے لئے جگہ تو خرید لی ہے اور اُس کو کئی سال ہو گئے یعنی دو سال ہو گئے ہیں ابھی تک اس کی تعمیر کی کوئی سبیل نہیں ہو رہی ہے تو میں آپ حضرات سے خصوصیت کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ جتنے بھی آپ حضرات یہاں موجود ہیں وہ خود سنیں اور جو نہیں ہیں اُن تک مہربانی کر کے میرا یہ پیغام پہنچائیں کہ اُس کی تعمیر کی طرف توجہ کریں ان حضرات کے ساتھ تعاون کرو اور بھرپور تعاون کرو اور اس انتظار میں نہ رہو کہ یہ آپ کے پاس آئیں گے تو آپ تعاون کریں گے بلکہ آپ از خود آ کر جتنا تعاون کر سکتے ہیں تعاون کریں تاکہ اگلے سال جب یہ کانفرنس ہو تو مجلس کا یہ دفتر تیار ہو چکا ہو۔ دیکھو بھائی! سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایک پرندہ جو بالکل چھوٹا سا ہوتا ہے نحیف و کمزور ہوتا ہے وہ بھی سب سے پہلے درخت پر اپنا گھونسلا بناتا ہے جب تک وہ گھونسلا نہیں بن جاتا وہ اپنی روزی روٹی کے لئے کہیں نہیں جاتا، پہلے وہ گھونسلا بنائے گا پھر وہ روزی روٹی کے لئے جائے گا تو نورنگ والو! آپ کی اتنی بڑی جماعت ہے اور اس کے پاس نہ بیٹھنے کی جگہ ہے اور نہ اٹھنے کی۔ اس کی طرف توجہ کرو، یہ ان لوگوں نے مجھے نہیں کہا ہے، مجھے متوجہ بھی نہیں کیا ہے لیکن میں خود محسوس کرتا ہوں کہ اس چیز کی اشد ضرورت ہے تو کیا آپ لوگ ایک سال میں دفتر کو کھڑا کر لیں گے؟ تعمیر کر لیں گے؟ سارے ہاتھ اُٹھاؤ اور ان کے ساتھ بھرپور تعاون کرو تاکہ نورنگ کی جماعت کا یہ دفتر بن جائے وہاں ہماری لائبریری بھی بن جائے، مجلس کے جو مہمان آئیں گے ان کے لئے بھی جگہ بن جائے اور یہ حضرات وہاں میٹنگ بھی کر سکیں، وہاں مرکز ہو گا جس نے رابطہ کرنا ہو وہ بھی وہاں رابطہ کریں جب تک دفتر نہیں بنتا، میں سمجھتا ہوں کہ نورنگ والوں کی جماعت ہوا میں ہے تو اس کو ٹھکانہ تب ملے گا جب اس کا دفتر تیار ہو جائے گا، آپ حضرات سے میں ایک دفعہ پھر درخواست کرتا ہوں کہ اس دفتر کی طرف توجہ دیں یہ بہت زیادہ ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔☆☆

قادیانی تحریروں میں اہانت انبیاء اور شیطانی الہامات میں تضادات کسی صاحبِ علم پر مخفی نہیں

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا علیم الدین شاکر، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عبدالعزیز، مولانا محمد عابد حنیف کمبوہ، مولانا سمیع اللہ نے خطبات جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کرتے کہا ہے کہ امت مسلمہ نے سب سے زیادہ قربانیاں عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے دی ہیں۔ شہدائے ختم نبوت کی قربانیوں کی بدولت ملک عزیز میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت دیا جا چکا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے کثیر تعداد میں قادیانی مسلمان ہو چکے ہیں۔ قادیانیت دم توڑ رہی ہے آئے روز مصدقہ اطلاعات ملتی ہیں کہ اتنے قادیانیوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی بدنصیبوں کو دیکھو کتنے اونچے نبی امام الانبیاء، مقصود کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر مرزا لعین کی غلامی میں چلے گئے۔ مرزا قادیانی کی تحریروں میں اہانت انبیاء اور شیطانی الہامات میں تضادات کسی صاحبِ علم پر مخفی نہیں۔ قادیانی ان گستاخانہ عبارات کی وکالت کر کے اپنا حق الخدمت ادا کر رہے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے مقدس مشن کو فروغ دے کر معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے۔ مجلس کے مبلغین پوری ذمہ داری کے ساتھ عدم تشدد پالیسی پر عمل پیرا ہو کر منکرین ختم نبوت کو ان کے منطقی انجام تک پہنچا رہے ہیں۔

منگھوپیر کے اسکولز میں ختم نبوت آگاہی مہم کے تحت

ختم نبوت کوئز پروگرام

رپورٹ:.... مولانا محمد عادل غنی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام حلقہ منگھوپیر کے اسکولوں میں ختم نبوت آگہی مہم کے تحت مرحلہ وار پروگراموں کا اہتمام کیا گیا۔

پہلے مرحلہ میں حلقہ منگھوپیر سلطان آباد کے بیس اسکولوں کا انتخاب کیا گیا، جن میں دانش پبلک اسکول، ینگ اسکالر اکیڈمی، شائننگ اسٹار گرائمر اسکول، پاسبان اسکولنگ سسٹم، ایس برائٹ فیوچر سکنڈری اسکول، ایس پیراڈائز چلڈرن سکینڈری اسکول، نیشن سکینڈری اسکول، الحرمین اسلامک اکیڈمی، دی فرنٹ لائن اسکول، دی میگنس اسکول، کنزالایمان اسکول، الہٰی پبلک اسکول، باب العلم گرائمر اسکول، اباسین سکینڈری اسکول، زیڈ ایم پبلک اسکول، صائمہ اکیڈمی، دی اسمارٹ اکیڈمی، نالج پبلک اسکول، آکسفورڈ گرائمر اسکول، دی ریڈر اکیڈمی ودیگر شامل ہیں۔

ان تمام اسکولوں میں پہلے مرحلے کا آغاز 23 جنوری 2023ء کو ہوا۔ پہلے مرحلہ میں سلسلہ وار چھٹی جماعت سے میٹرک تک کے طلباء میں ختم نبوت کے معلوماتی سیشن ہوئے۔ جس میں ''عقیدۂ ختم نبوت، حیاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ظہورِ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان سے متعلق آگہی دی گئی اور ساتھ ساتھ بچوں کو ختم نبوت کوئز پروگرام میں شامل ہونے کا مکمل طریقہ کار سمجھنے اور اس کی تیاری کے لیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا رسالہ ''شعورِ ختم نبوت'' دیا گیا تاکہ ختم نبوت کوئز پروگرام میں جو طلبا شریک ہوں وہ اس رسالے کو یاد کریں اور ختم نبوت کوئز پروگرام کا حصہ بنیں۔

ماشاءاللہ! کوئز پروگرام میں شرکت کے لئے بچوں کا شوق قابل دید تھا۔ جہاں بچوں نے دلچسپی کا اظہار کیا، وہاں اسکولوں کے پرنسپلز اور ٹیچرز نے بھی ''ختم نبوت آگاہی پروگرام'' کو سراہا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ٹیم کا دل سے خیر مقدم کیا۔

حلقے کے بیس اسکولوں میں دو ماہ کے عرصہ میں ختم نبوت سے متعلق پہلا مرحلہ مکمل ہونے کے بعد دوسرے مرحلہ کے لیے تیاری کی گئی۔ اس سلسلے میں علاقے کے تمام اسکولوں کے پرنسپلز کا ایک

بقیہ:..... مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات

نے انصار صحابہ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو دوبارہ قبلہ بنادیا ہے، اس خبر کو سنتے ہی صحابہ کرام نے نماز ہی کی حالت میں خانہ کعبہ کی طرف رخ کرلیا۔ اس مسجد (قبلتین) میں ایک نماز 2 قبلوں کی طرف ادا کی گئی اس لئے اسے مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ تحویل قبلہ کی آیت اسی مسجد میں نماز پڑھتے وقت نازل ہوئی تھی۔

مسجد ابی بن کعب:

یہ مسجد جنت البقیع کے متصل ہے۔ اس جگہ زمانہ نبوی کے مشہور قاری حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اکثر تشریف لاتے اور نماز پڑھتے تھے، نیز حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے قرآن سنتے اور سناتے تھے۔

باغ سلمان فارسیؓ:

اس باغ کو حضور رحمت دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غلامی سے آزاد کرانے کے لئے اپنے دست نبوت سے لگایا تھا۔

بئر خاتم:

اس کنویں میں حضور رحمت دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگوٹھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگلی سے نکل کر کنویں میں گر گئی تھی۔ اور تلاش بسیار کے بعد بھی نہ مل سکی۔

بئر عثمانؓ:

اس کنویں کو ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کردیا تھا۔☆☆

مشاورتی اجلاس رکھا گیا، جس میں تمام حضرات نے شرکت کی اس میں ہر اسکول سے پانچ، پانچ بچوں کا انتخاب کیا گیا۔

۷/جون 2023ء کو ختم نبوت کوئز پروگرام فائنل راؤنڈ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا قاضی احسان دامت برکاتہم تھے۔ اس دوسرے مرحلے میں ہونے والے ختم نبوت کوئز پرو گرام میں تقریباً 80 بچے شریک ہوئے۔ کوئز پروگرام تین مرحلوں پر مشتمل تھا۔ پہلے مرحلے میں بچوں سے پانچ سوال پوچھے گئے، جس میں ایک غلطی کی گنجائش تھی۔ اور دوسرے مرحلے میں پانچ سوالوں کے جواب بغیر غلطی کے دینے تھے۔ تیسرے مرحلہ میں دو دو سوال ہوئے، بچوں کی تیاری اتنی تھی کہ ہر آنے والا طالب علم دوسرے سے سبقت لے جاتا۔ بالآخر آخری مرحلہ پورا ہوا، اور دس بچوں کے درمیان ایک بمپر پرائز سائیکل کے لئے قرعہ اندازی کی گئی۔ جس میں دانش پبلک اسکول کے ہونہار طالب علم ”نصر اللہ“ کے نام قرعہ نکلا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے دانش پبلک اسکول کے طالب علم کے لیے سائیکل اور بقیہ شرکاء کے لیے واٹر کولر، ڈنر سیٹ، بیٹ بال اور دیگر ڈھیروں انعامات بچوں میں تقسیم کیے گئے۔

اس موقع پر پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے جناب جان محمد گبول کی طرف سے بچوں کو نقد انعام بھی دیا گیا جس سے بچوں کی خوب حوصلہ افزائی ہوئی۔

ختم نبوت کوئز پروگرام منگھوپیر میں الحرمین اکیڈمی کے وسیع وعریض احاطہ میں منعقد کیا گیا، جہاں پر آل منگھوپیر کے پرائیویٹ اسکول ایسوسی ایشن کی طرف سے بچوں اور مہمانوں کے لیے ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ علاقائی، سماجی اور سیاسی شخصیات اور حضرات علماء کرام کو بھی دعوت دی گئی، جس میں جان محمد گبول صاحب پاکستان پیپلز پارٹی، عبدالروف کا چھیلو صاحب صدر پیپلز یوتھ PS121، ایوب خان صاحب پیپلز یوتھ، شاکر صاحب رہنما PTI، نثار احمد خان سواتی PPP، قاری محمد امین صاحب ذمہ دار حلقہ سرجانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی، مفتی شاکر اللہ صاحب، سر بشیر صاحب، سر صدام صاحب، سر عمران صاحب، سر دانش رضوی صاحب، سر منیر صاحب، سر خان محمد بونیری، سر حنیف صاحب، سر عبدالجبار صاحب، مفتی انعام الرحمٰن صاحب و دیگر رفقاء شریک ہوئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین، اسکولوں کی انتظامیہ، اساتذہ وطلبہ کی تمام تر کوششوں کو قبول فرمائے اور حضور ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ بنائے، آمین!

☆☆ .... ☆☆

احمد پور سیّال میں ختم نبوت کنونشن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد عثمانیہ میں ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا سید عبدالرحمٰن شاہ نے کی۔ کنونشن میں ایک سو سے زائد جماعتی احباب نے شرکت کی۔ کنونشن کے شرکا سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے احمد پور سیّال کے سادات کرام کو خراج تحسین پیش کیا، جس میں سے اکثر وبیشتر خانقاہ سراجیہ سے منسلک ہیں اور ایسے ہی احمد پور سیّال کا یونٹ بھی مضبوط یونٹ ہے عرصہ دراز سے کام کر رہا ہے، جس کا اپنا ذاتی دفتر ہے۔ مولانا شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے مقامی احباب کو مبارکباد دی کہ آپ لوگ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے گویا منتخب حضرات ہیں۔ حضرت درخواستیؒ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے دورِ اقتدار میں ملکی حالات سے دلبرداشتہ ہو کر حضرت درخواستیؒ مدینہ طیبہ قیام کی غرض سے تشریف لے گئے، خواب میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، فرمایا: ”عبداللہ! کیا کرنے آئے ہو؟“ عرض کی کہ بقیہ زندگی آپ کے جوار اور ہمسائیگی میں گزارنے کے لئے آیا ہوں۔ فرمایا: ”تمہارے ملک میں کتے میری ختم نبوت کو بھونک رہے ہیں، فی الفور واپس جا کر قادیانیت کا مقابلہ کرو۔ دوسری بات ارشاد فرمائی کہ میرے نواسے عطاء اللہ شاہ کو سلام کہنا اور کہنا کہ ڈٹ کر قادیانیت کا مقابلہ کرتا رہے، میں اس کی سرگرمیوں سے باخبر رہتا ہوں۔“ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے باخبر رہتے ہیں؟ ابوداؤد شریف کی صحیح حدیث ہے فرمایا: ”تعرض اعمال امتی علیّ“ (میری امت کے اعمال میری خدمت میں پیش ہوتے ہیں) حضرت درخواستی واپس تشریف لائے، بجائے خان پور اترنے کے ملتان تشریف لائے۔ شاہ جیؒ کے در دولت پر حاضری دی۔ ہدایا وتحائف پیش کرتے ہوئے کہا کہ مدینہ طیبہ سے آرہا ہوں اور آپ کے نام سلام لایا ہوں۔ شاہ جیؒ نے فرمایا: کس نے سلام کہا؟ جب بتلایا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام ارشاد فرمایا ہے۔ شاہ جیؒ زار و قطار رونے لگے اور بار بار فرماتے: درخواستی صاحب وہ کلمات ارشاد فرمائیں جن کلمات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سلام کہا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بتلایا کہ میں نے یہ واقعہ فیصل آباد گلبرگ کی مسجد طوبیٰ میں بتلایا تو بعد میں ہمارے ایک احراری ساتھی حاجی غلام رسول نیازیؒ نے بتلایا کہ میانوالی کانفرنس میں، میں موجود تھا۔ حضرت درخواستیؒ کی صدارت تھی، شاہ جیؒ نے فرمایا کہ یہ درخواستی صاحب موجود ہیں پوچھ لیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ڈیوٹی کہاں لگائی؟ ختم نبوت کا کام کرنے والوں کی تکوینی طور پر ڈیوٹی لگتی ہے۔ کنونشن میں قاری عباس علی شاہ، مولانا حبیب احمد شاہ، سید محسن علی شاہ، مولانا عبدالخالق، مہر حامد میاں، مہر عابد سیّال، صوفی عبدالستار سمیت کئی ایک علمائے کرام اور جماعتی رفقاء نے خصوصی شرکت کی۔

بلوچستان میں جماعتی سرگرمیاں

رپورٹ: مولانا عبدالغنی، مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوادر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پورے ملک پاکستان میں نبی مکرم شفیع دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کے سلسلے میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے، رخشان ڈویژن کے مختلف مقامات پر ختم نبوت پروگرام ترتیب دیئے گئے۔ اسی سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی مبلغ مولانا محمد اویس صاحب اور راقم الحروف (مولانا عبدالغنی) ۳۰رمئی ۲۰۲۳ء بروز منگل کوئٹہ سے نوشکی کے سفر پر روانہ ہوئے، جماعتی کام کے سلسلے میں طوبیٰ مسجد کے امام مولانا کفایت اللہ صاحب سے ملاقات کی اور مولانا محمد اویس صاحب کا بیان عصر کی نماز میں مسجد طوبیٰ میں طے کیا گیا، بعدازاں ام المدارس جامعہ عربیہ جمالیہ جمالدینی نوشکی میں علماء کرام کے جوڑ میں شرکت کے لیے روانہ ہوگئے۔ جامعہ میں رخشان ڈویژن کے اکثر علماء کرام نے شرکت کی، مولانا محمد اویس صاحب نے علماء کرام سے ختم نبوت کے موضوع پر بیان فرمایا، اس دوران جامعہ جمالیہ کے مہتمم مولانا حاجی عبداللہ جان صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام نبی صاحب امیر جمعیت علماء اسلام نوشکی، محسن نوشکی مفتی حسین احمد صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب، مولانا احمد خان صاحب، مولانا غلام حیدر صاحب، مولانا سعید احمد صاحب و دیگر علماء کرام سے ملاقاتیں کیں اور علماء کرام میں لٹریچر تقسیم کیا گیا اور الحمدللہ سب علماء کرام نے جماعتی کام کے لیے اپنے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

بعدازاں عصر کی نماز مسجد طوبیٰ بازار میں ادا کی، نماز کے بعد مولانا محمد اویس صاحب نے مختصر بیان کیا، شیزان کے بائیکاٹ کے حوالے سے تاجر برادری اور دیگر حضرات کو متوجہ کیا اور تاجر برادری میں شیزان بائیکاٹ کا پمفلٹ تقسیم کیا گیا، ساتھیوں نے بہت غور سے بات سنی۔ مقامی علماء کرام میں سے مولانا زکریا عادل صاحب سے ملاقات ہوئی، اس کے بعد مغرب کی نماز مکی مسجد نوشکی میں ادا کی، نماز کے بعد مختصراً تاجر برادری کے سامنے مولانا محمد اویس صاحب نے بیان فرمایا اور تاجر برادری میں شیزان بائیکاٹ کا پمفلٹ تقسیم کیا گیا، نماز کے بعد مولانا محمد اسلم صاحب اور دیگر علماء کرام سے ملاقاتیں کیں، اس کے جامعہ عربیہ محمودیہ کے مہتمم مولانا حافظ عبداللہ گورگیج صاحب سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی، حافظ صاحب نے بہت حوصلہ افزائی فرمائی اور مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی اور جامعہ کے اساتذہ میں سے مولانا خالد صاحب مفتی اویس گورگیج صاحب و دیگر اساتذہ کرام سے ملاقاتیں کیں۔ نوشکی شہر سے دور دیہات کے مدرسے میں قاری سیف اللہ صاحب، قاری گل محمد سے ملاقات کی، دیہات میں ان کے توسط سے ملاقاتیں کیں اور ختم نبوت کا پیغام پہنچایا، اس کے بعد مدرسہ خیر المدارس کے مہتمم مولانا عبدالمجید صاحب اور جامعہ کے اساتذہ مولانا عبدالمنان صاحب، مولانا عبدالکبیر صاحب و دیگر اساتذہ کرام سے ملاقات کی۔ مدرسہ ابوہریرہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد قاسم صاحب اور جامعہ کے اساتذہ کرام سے مولانا خلیل حقانی صاحب و دیگر اساتذہ کرام سے ملاقات کی اور ختم نبوت کا پیغام پہنچایا۔

مولانا محمد اویس اور راقم الحروف یکم جون بروز جمعرات دالبندین کے سفر پر روانہ ہوگئے، عصر کی نماز سے پہلے دالبندین پہنچ گئے، مفتی محمد موسیٰ صاحب نے استقبال کیا، یہاں مقامی علماء کرام میں سے حضرت مولانا قادر بخش خطیب مرکزی جامع مسجد دالبندین، مہتمم دارالعلوم اسلامیہ قاری عبد الشکور صاحب، مفتی عطاء اللہ صاحب مہتمم جامعہ نجم العلوم، مولانا فضل الرحمٰن صاحب، مولانا ریاض صاحب، مولانا انعام اللہ صاحب و دیگر علماء کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔

اگلے دن ۲رجون بروز جمعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اویس صاحب

نے مسجد ابوبکر صدیق دالبندین اور راقم الحروف نے مدینہ مسجد دالبندین میں عقیدہ ختم نبوت پر بیان کیا۔ جمعہ کے بعد نوکنڈی کے سفر پر روانہ ہوگئے، نوکنڈی عصر کے بعد پہنچ گئے، مدرسہ بدرالعلوم میں مغرب کی نماز ادا کی، مقامی علماء کرام میں سے مولانا محمد کریم صاحب، مفتی خلیل صاحب و دیگر علماء کرام سے ملاقاتیں کیں، مفتی خلیل صاحب نے مقامی علماء کرام سے ملاقاتیں کروائیں اور جماعتی کام کو سراہا۔

۳/جون تفتان کے سفر پر روانہ ہوگئے، تفتان ایران کی سرحد پر واقع ہے، کچھ عرصہ پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھیوں کو شیزان کمپنی کی مصنوعات کے حوالے سے شکایات موصول ہوئیں کہ شیزان بہت زیادہ تعداد میں ایران بھیجا جارہا ہے، اس سفر کا اصل مقصد بھی یہی تھا کہ اس پٹی پر خصوصاً تفتان کے علماء کرام سے ملاقات کی جائے اور اس کے سد باب کی کوشش کی جائے، چنانچہ عصر کی نماز کے بعد تفتان پہنچ گئے، مولانا امام الدین نے استقبال کیا، ان کے ساتھ مدرسہ تجوید القرآن گئے۔ مولانا نجیب اللہ صاحب امیر جمعیت علمائے اسلام ضلع چاغی اور مولانا عبد الشکور امیر جمعیت علمائے اسلام تحصیل تفتان نے مولانا نور احمد صاحب کے مدرسے میں ختم نبوت کے عنوان سے پروگرام طے کیا تھا، چنانچہ مغرب کی نماز کے بعد راقم (مولانا عبدالغنی) اور مولانا محمد اویس صاحب نے بیان کیا اور شیزان کے بائیکاٹ کے حوالے سے پمفلٹ اور لٹریچر تقسیم کیا اور علماء کرام میں سے مولانا عبد الرزاق، مولانا شیر علی صاحب مولانا فضل الرحمٰن صاحب، مولانا جلیل احمد صاحب، مولانا اسماعیل صاحب، مولانا رضا محمد صاحب، مولانا بسم اللہ صاحب و دیگر علماء کرام سے ملاقاتیں کیں۔ اللہ ربّ العزت جملہ ساتھیوں کی خدمات کو قبول فرمائے، آمین ثم آمین، یارب العالمین! ☆☆

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے: علمائے کرام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وجمعیت علماء اسلام اقبال ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد نیشنل بنک کالونی سمن آباد لاہور میں زیر صدارت مجلس لاہور کے امیر شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد حسن منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں پاکستان شریعت کونسل کے مولانا زاہد الراشدی، مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا عزیز الرحمن ثانی، چیئرمین قرآن وسنہ موومنٹ علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، جے یو آئی س کے مرکزی رہنما مولانا عبدالروف فاروقی، معروف شاعر سید سلمان گیلانی، امیر وسطی پنجاب جماعت اسلامی مولانا جاوید قصوری، سپریم کورٹ کے وکیل ایم اسد منظور بٹ، مولانا شاہنواز فاروقی، مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، کانفرنس کے منتظم اعلیٰ مولانا قاضی عبدالودود، مولانا محمد قاسم گجر حافظ فیصل بلال حسان، جے یو آئی لاہور کے قائم مقام سیکرٹری جنرل حافظ نصیر احمد احرار، مولانا عبدالرحمٰن، مولانا عبدالعزیز، قاری معاویہ محمود مکی، پروفیسر ابوبکر چوہدری، قاری محمد عمران، قاری محمد زکریا، حافظ عرفان حیدر سمیت کثیر تعداد میں علماء وقراء اور عوام نے شرکت کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین کا کہنا تھا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جس کی بنیاد پر دین اسلام کی پوری کی پوری عمارت قائم کھڑی ہے اور اس عقیدہ ختم نبوت پر مکمل وغیر مشروط طور پر ایمان لائے بغیر دین اسلام نامکمل ہے ختم نبوت و ناموس رسالت کا تحفظ اہم دینی فرض ہے۔ علماء کرام نے وطن عزیز پاکستان میں فتنہ قادیانیت کی بڑھتی ہوئی ناپاک ارتدادی سرگرمیوں و ریشہ دوانیوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا اور مطالبہ کیا کہ حکومت وقت منکرین ختم نبوت فتنہ قادیانیت کی بڑھتی ارتدادی سرگرمیوں کو روکے جو اس کا فرض منصبی ہے۔ کسی بھی قادیانی کو مسلمانوں کی صفوں میں ہرگز ہرگز شامل نہیں ہونے دیں گے۔ علمائے کرام نے مطالبہ کیا کہ اہم سرکاری عہدوں پر براجمان ہونے والے قادیانیوں کو عہدوں سے ہٹایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت ہیں، ختم نبوت اور قادیانیت کے متعلق آئینی شقوں کو ختم کرنے کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ علماء کا کہنا تھا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہمیشہ ہر فورم پر عقیدہ ختم نبوت، تحفظ ناموس رسالت، قادیانیوں کے متعلق قوانین کے دفاع کا فریضہ سرانجام دیا ہے اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے اور کسی بھی صورت امتناع قادیانیت آرڈیننس کو غیر مؤثر نہیں ہونے دیں گے۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ جزو ایمان نہیں بلکہ عین ایمان ہے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر کلمہ گو مسلمان پر فرض ہے، مسلکی تعصّبات اور فروعی اختلافات کو پس پشت ڈال کر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی جدوجہد میں تیزی لانا ہوگی۔

مرزا قادیانی کی تاریخ دانی!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مرزا قادیانی تاریخ سے نابلند اور جہالت کا منبع تھا، ذیل میں اس کی جہالت کے نمونے پیش کئے جاتے ہیں، جنہیں پرائمری فیل پڑھ کر بھی انگشت بدنداں ہو، حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

رحمت دو عالم کے والد محترم:

’’تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک یتیم لڑکا تھا، جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد فوت ہوگیا اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مرگئی تھی۔‘‘

(پیغام صلح ص:۲۸، خزائن:۲۳ ص:۴۶۵)

ہر آدمی جانتا ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے انتقال فرما گئے اور آپ کی عمر چھ سال کی تھی کہ آپ کی والدہ محترمہ کا ’’ابوا‘‘ کے مقام پر مدینہ طیبہ سے واپسی پر انتقال ہوا۔ نیز مرزا قادیانی کا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے متعلق ’’مرگئی‘‘ کے الفاظ اس کے موہن و گستاخ ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ لڑکے:

’’تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر گیارہ لڑکے پیدا ہوئے، اور سب کے سب فوت ہوگئے تھے۔‘‘

(چشمۂ معرفت ص:۲۸۶، خزائن:۲۳ ص:۲۹۹)

ان پڑھ سے ان پڑھ آدمی بھی جانتا ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین یا چار بیٹے پیدا ہوئے اور سب کا بچپن میں انتقال ہوا۔

طیب، طاہر، عبداللہ، ابراہیم۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہ لڑکیاں:

’’دیکھو ہمارے پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاں بارہ لڑکیاں پیدا ہوئیں آپ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہیں ہوا۔‘‘

(ملفوظات، ج:۳، ص:۲۷۳ طبع جدید)

یہ بھی مرزا قادیانی کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہ نہیں چار لڑکیاں تھیں:

(۱) حضرت زینبؓ جو حضرت ابوالعاص امویؓ سے بیاہی گئیں۔

(۲، ۳) حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

(۴) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اور انہیں سے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا سلسلہ چلا۔ ☆☆

چنیوٹ میں قادیانیت سے تائب 6 رکنی خاندان نے اسلام قبول کرلیا

چنیوٹ، چناب نگر (نمائندگان امت) چنیوٹ میں قادیانیت سے تائب ہوکر 6 رکنی خاندان نے اسلام قبول کرلیا۔ تفصیلات کے مطابق چنیوٹ کے علاقے چھنی قریشیاں میں اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر قادیانی خاندان کے چھ افراد رفاقت ہاشمی، ان کی اہلیہ عاصمہ نے اپنی تین بیٹیوں جویریہ ہاشمی، انعم ہاشمی، قرۃ العین ہاشمی اور بیٹے اوصاف ہاشمی کے ہمراہ چھنی قریشیاں کی جامع مسجد سیدنا فاروق اعظم کے خطیب ابومروان معاویہ واجد علی ہاشمی کے ہاتھ پر قادیانی مذہب سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ اس موقع پر علاقہ کے معززین قاری قدرت اللہ، حاجی لیاقت ہاشمی، محمد اقبال اور علاقہ کے لوگوں کی کثیر تعداد بھی موجود تھی۔ نومسلمین کا کہنا تھا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد دلی طور پر سکون حاصل ہوا ہے۔ دین اسلام سچا مذہب ہے جس سے متاثر ہوکر بغیر کسی دباؤ کے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ اگر کسی قسم کا دباؤ نہ ہو تو بہت سارے قادیانی مسلمان ہو جائیں گے۔ اسلام قبول کرنے والوں کو مختلف طریقوں سے تنگ کرکے تکالیف دی جاتی ہیں۔ اس موقع پر علمائے کرام نے کہا کہ حکومت نومسلمین کے جان و مال کے تحفظ کے لئے اقدامات کرے۔ اسلام امن وسلامتی اور بھائی چارے کا درس دینے والا مذہب ہے جو کسی قسم کا شر و فتنہ پھیلانے کی اجازت نہیں دیتا، اس لئے حکومت قادیانیوں کو آئین و قانون کا پابند بنائے۔ (روزنامہ امت کراچی، ۱۷؍جون ۲۰۲۳ء)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

محمد پور دیوان میں جلسہ: ۱۸ رمئی ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد رحمت دو عالم مدرسہ تعلیم القرآن میں جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا مفتی اللہ وسایا مدظلہ نے کی، تلاوت ونعت کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا سرائیکی زبان میں تفصیلی بیان ہوا۔ محمد پور دیوان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جناب محمد ابن قاسمؒ یہاں سے گزرے تو بستی کا نام انہیں کے نام پر محمد پور رکھا گیا۔ اس وقت ہندو پاورفل اور مالدار تھے اور ان کی برادری کے نام کے ساتھ دیوان لکھا جاتا تھا۔ لہٰذا بستی جواب ایک بڑے قصبہ کی شکل اختیار کر چکی ہے تو قصبہ کا نام محمد پور دیوان ہے۔ دیوانوں کے بعد ماڑھے، گشکوری بھی یہاں کثرت سے آباد ہیں، یوں تو ۱۹۸۸ء سے ایک گھر میں مدرسہ کا نظم چل رہا تھا، لیکن مستقل مدرسہ کی شکل مولانا مفتی اللہ وسایا مدظلہ کے آنے کے بعد نومبر ۲۰۰۰ء میں ہوئی اب الحمدللہ! باقاعدہ مدرسہ بنین وبنات میں چل رہا ہے۔ بنات میں جامعہ اسماء بنت ابی بکر کے نام سے اور بنین میں مدرسہ تعلیم القرآن محمدیہ کے نام سے ادارہ روبہ ترقی ہے۔ بنات میں ۸۰ بچیاں مسافر ہیں اور بنین میں ۲۰ طلبہ۔ بنین میں پانچ اساتذۂ کرام اور بنات میں آٹھ معلمات کام کر رہی ہیں۔ مولانا مفتی اللہ وسایا مدظلہ کی دعوت میں پروگرام منعقد ہوا۔ ظہر کے بعد چونکہ کاروباری ٹائم ہوتا ہے اس کے باوجود درجنوں مسلمان شریک ہوئے۔ مولانا محمد اقبال ساقی مہمان خصوصی تھے۔

جام پور میں جلسہ: جام پور ضلع راجن پور کا معروف قصبہ اور تحصیل ہے۔ اہلسنت کی معروف جماعت ''تنظیم اہلسنت'' کے بانی اسی قصبہ کے سردار احمد خان پتافیؒ تھے۔ امام اہلسنت مولانا سید نورالحسن بخاریؒ بھی ضلع راجن پور کے رہائشی اور اسکول ٹیچر تھے۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ انہیں اسکول ٹیچری سے نکال کر دارالعلوم دیوبند میں لے گئے اور درجہ کتب میں داخل کرادیا۔ موصوف اپنی ذہانت اور خداداد صلاحیتوں سے تین چار سال میں دارالعلوم دیوبند میں پڑھ کر فاضل دیوبند ہوئے۔

تنظیم اہلسنت کے مرکز کے مہتمم بنے۔ نیز تنظیم اہلسنت کی طرف سے ماہنامہ ''دعوت'' بعد ازاں ''ماہنامہ تنظیم اہلسنت'' کے ایڈیٹر رہے۔ حضرت مولانا عبدالحئی جام پوریؒ ہمارے بزرگوں میں سے محقق اور کتابی عالم تھے۔ ان کی جامع مسجد محمدی جہاں انہوں نے کئی سال درس دیا۔ اور ان کی وفات (۴ رجون ۲۰۰۷ء) کے بعد سے ان کے فرزند ارجمند مولانا ابوبکر عبداللہ نے اپنے والد محترم کی روایات کو سنبھالا ہوا ہے۔ موصوف راجن پور کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر ہیں، ان کی صدارت میں محمدی مسجد میں ۱۸ رمئی کو مغرب کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا محمد ابوبکر عبداللہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تفصیلی بیانات ہوئے۔ مولانا عبدالحئیؒ نے دسمبر ۲۰۰۰ء میں جامعہ ابی بکر کے نام سے ادارہ کی بنیاد رکھی، ابتدا میں چودہ مرلہ کے پلاٹ پر آغاز ہوا اب ایک ایکڑ زمین پر قائم ہے۔ مولانا ابوبکر عبداللہ مجلس کے امیر اور جامعہ کے مہتمم ہیں۔ راجن پور ضلع میں اللہ پاک ان سے خوب کام لے رہے ہیں۔ اللہ پاک ان کا سایہ تادیر سلامت رکھیں۔

(محمد اقبال ساقی، مبلغ ڈیرہ غازی خان)

سمینہ سادات میں خطبہ جمعہ: سمینہ سادات ڈیرہ غازی خان کا پرانا قصبہ ہے، جس میں سادات سے تعلق رکھنے والے بہت سے گھرانے آباد ہیں، ہمارے حضرت مولانا صوفی اللہ وسایاؒ اسی قصبہ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے تقریباً نصف صدی قادیانیوں کے ناک میں دم کئے رکھا۔ آپ وسیع تعلقات کے مالک تھے۔ وزیروں، مشیروں، ڈیرہ کے تُمن داروں اور بلوچ سرداروں سے کام لینے کا خاص سلیقہ تھا۔ سابق صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری مرحوم آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ بلوچ سرداروں اور تُمن داروں میں وزارتیں رہی ہیں۔ غریب جماعتی کارکنوں کے کام نکلوانے کے لئے آپ پیش پیش رہتے تھے۔ راقم کی لاہور تقرری کے دوران کئی مرتبہ آپ غریب جماعتی کارکنوں کے کام کاج کے سلسلہ میں ویگین بھر کر لاتے اور ان کے کام نکلواتے۔ پہلی مرتبہ ۱۹ رمئی جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے سمینہ سادات کی جامع

مسجد میں دیا تو صوفی صاحبؒ بہت یاد آئے۔ نیز آپ کی برادری کے حافظ نور احمد جو ڈیرہ غازی خان میں حافظ پبلک کال آفس کے نام سے پی سی او چلاتے تھے۔ اس وقت ٹیلی فون کے ذریعہ لوگوں سے گفتگو کراتے، جب ٹیلی فون بڑے بڑوں کے پاس نہیں ہوتے تھے۔ ان کی وفات جولائی ۲۰۲۱ء میں ہوئی۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ کی دعوت پر بہاولنگر میں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ جامعہ رحمانیہ جہانیاں کے فاضل اور پچیس سال سے بہاولنگر میں مبلغ ہیں۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد میں مفسر القرآن حضرت مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ سے حاصل کی۔

بعدازاں کچھ عرصہ دارالعلوم مدنیہ بہاولپور میں بھی زیر تعلیم رہے، دورۂ حدیث شریف جامعہ رحمانیہ جہانیاں سے کیا۔ اس وقت حضرت الاستاذ مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث تھے۔ مجلس ملتان میں مولانا عبدالحکیم نعمانی، مفتی محمود الحسن لندن، مولانا مفتی خالد میر مبلغ آزاد کشمیر کے ساتھ تین ماہ کا کورس کیا اور بہاولنگر میں آج سے پچیس سال پہلے مبلغ مقرر کئے گئے۔

فالج کا اٹیک ہوا۔ علاج معالجہ جاری رکھا۔ راقم نے جب بھی فون کیا فرمایا: الحمدللہ! ٹھیک ہوں۔ ہر حال ذاکر و شاکر رہتے ہیں۔ اصلاحی تعلق حضرت الامیر مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم سے ہے۔ اصلاحی تعلق نے ان کی زندگی کو ذکر وشکر سے عبارت کر دیا۔ ان کی دعوت پر ۲۳ تا ۲۴ رمئی کو بہاولنگر کے لئے سفر کیا۔ چونکہ سفر طویل تھا۔ صبح کی نماز کے بعد ٹبہ سلطان پور اور میلسی کے راستہ سے حاصل پور پہنچے۔ حاصل پور کا مدرسہ احیائے العلوم قدیمی دینی درسگاہ ہے، جس کی بنیاد ۱۹۶۲ء میں رکھی گئی، مولانا غلام ربانی اٹک، جناب عبدالغفور قریشیؒ، ڈاکٹر محمد شریفؒ نے حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نوراللہ مرقدہ کے حکم پر بنیاد رکھی۔ ادارہ میں حضرت مولانا غلام حسینؒ بھی انچارج رہے۔

مولانا غلام حسینؒ حاصل پوری: موصوف دارالعلوم دیوبند کے فاضل، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ جیسے اساتذۂ حدیث سے حدیث پاک کے انوار و برکات حاصل کئے۔ شہید اسلام مولانا سید صادق حسین شاہؒ جھنگ آپ کے رفیق درس تھے۔ علوم اسلامیہ سے فراغت کے بعد گیارہ سال مدرسہ احیائے العلوم حاصل پور کی خدمت میں مصروف رہے۔ یہ دور جنرل محمد ضیاء الحق کا مارشل لائی دور تھا۔ سڑکوں کی تعمیر کے سلسلہ میں بہت سی مساجد کو گرایا گیا۔ ان مساجد میں مدرسہ احیائے العلوم حاصل پور کی جامع مسجد بھی آئی۔ مولانا غلام حسینؒ ڈٹ گئے فرمایا کہ یہ مسجد پاکستان کو وراثت میں ملی ہے۔ میری لاش پر سے گزر کر گرائی جاسکتی ہے۔ یہ دور راقم کے بہاولپور کا دور ہے۔ راقم کو یاد ہے کہ اس سلسلہ میں بہاولپور کے علمائے کرام کا اجلاس امیر جمعیت جناب غلام سرور خانؒ کے گھر کے قریب چھوٹی مسجد میں اجلاس ہوا، استفتا اور جواب استفتا جاری کیا گیا۔ جس میں فتویٰ جاری ہوا کہ مسجد جہاں بن گئی وہ قیامت تک مسجد رہے گی، اسے گرانا جائز نہ ہوگا۔ تفصیلات میں کہا گیا کہ جو مساجد سرکاری جگہوں پر بنائی گئی ہیں وہ بھی مساجد ہی کے حکم میں ہیں۔ اگرچہ ناجائز بنائی گئیں تو متعلقہ محکمے والے کیوں خاموش رہے؟ اور کہا گیا کہ اسلامی مملکت میں مسجد کی تعمیر حکومت کے فرائض میں سے ہے۔ حکومت مساجد بنانے کے بجائے گرانے پر تلی ہوئی ہے۔ مولانا غلام حسینؒ کی جرأت رندانی سے آج بھی وہ مسجد سڑک کے درمیان بڑی آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ مولانا غلام حسین وہ مردِ قلندر تھے جہاں ڈٹ گئے ڈٹ گئے۔ گویا وہ اس رباعی کا مصداق تھے:

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے آبلہ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بہاولپور ضلع میں ہمارے سرپرستوں میں سے تھے جب کوئی جلوس و مظاہرہ ہوتا مولانا تقریباً ایک سو کلو میٹر عوامی ٹرانسپورٹ کے ذریعہ سفر کر کے بہاولپور تشریف لاتے اور ہماری سرپرستی فرماتے، ایسے اکابر کی دینی فہم و فراست کی برکت اور مرکزی قیادت کی دوررس فہم و فراست کی وجہ سے جنرل محمد ضیاء الحق کو بحیثیت صدر امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے نام سے تعزیرات پاکستان میں دفعہ نمبر ۲۹۸ سی جاری کرنا پڑا، جس کی رو سے قادیانیت کی کمر ٹوٹ گئی۔ قبل ازیں انہوں نے تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء میں مردانہ وار حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ سیاسی طور پر جمعیت علمائے اسلام سے وابستگی رہی۔ جمعیت

شکست و ریخت کا شکار رہی لیکن آپ نے اپنا وزن حضرت درخواستیؒ کے پلڑے میں رکھا، دھڑے کے مضبوط رہے۔ جامعہ امدادیہ کے نام سے علیحدہ ادارہ قائم کیا، جو دو کنال زمین پر مشتمل ہے۔ دس سال جامعہ امدادیہ کی آبیاری کی۔ تا آنکہ وقت موعود آ گیا اور یہ مرد قلندر ۲۹؍اگست ۱۹۹۸ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ اللہ پاک نے انہیں تین بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ مولانا حسین احمد، مولانا محمد قاسم، قاری رشید احمد الحسینی۔ عرصہ دراز کے بعد ۲۵؍مئی ۲۰۲۳ء کو ان کے فرزند گرامی مولانا محمد قاسم حفظ اللہ سے کافی دیر تک مجلس رہی ان کے فرزند گرامی سے یادیں تازہ کرتے رہے۔

جنڈوالہ مدرسہ مصعب ابن عمیر میں جلسہ:

جنڈوالہ اہل حق کا قدیمی مرکز ہے۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں یہاں سے احباب قافلوں کی صورت میں شریک ہوتے ہیں۔ قاری شبیر احمد مدظلہ ہمارے حضرت امیر مرکزیہ حضرت خاکوانی دامت برکاتہم کے مسترشدین میں سے ہیں۔ حضرت والا کے حکم پر آپ نے ۲۴؍مئی کو ظہر سے عصر تک جلسہ رکھا جو انہیں کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت قاری محمد رمضان اور انہیں کی خوش الحانی کام آئی۔ نعت، حمد اور ختم نبوت کے عنوان پر انہوں نے اپنی آواز کا جادو جگایا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بعد علاقہ کے معروف خوش الحان خطیب مولانا نور جمال طارق کا بیان ہوا۔ جنہیں حضرت درخواستیؒ نے محسن المدارس کا لقب دیا۔ آپ ایک خوب صورت آواز کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ جلسہ عصر کی نماز تک جاری رہا اور مولانا شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ مولانا محمد قاسم رحمانی مہمان خصوصی اور مولانا احسان اللہ اسٹیج سیکریٹری تھے۔ (حکیم محمد اکرم جھوچھ)

مدرسہ جامع العلوم بہاولنگر میں تین روزہ کورس: مدرسہ جامع العلوم کی بنیاد حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ نے ۱۶؍ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۹۴۴ء تین خاکوانی بزرگوں مولانا عبدالشکور خان خاکوانیؒ، مولانا امان اللہ خان خاکوانیؒ، مولانا سیف اللہ خان خاکوانیؒ دیگر عمائدین شہر کی معیت میں رکھی۔ پہلی اینٹ حضرت میرٹھیؒ نے اپنے شاگرد رشید مولانا نیاز محمد ختنیؒ کے ہاتھوں سے رکھوائی اور فرمایا کہ آپ مہاجر اور مسافر ہیں۔ مدرسہ کا آغاز ہوا تو ابتدائی چودہ اسباق مولانا نیاز محمد ختنیؒ کو دیئے گئے جس میں تمام علوم وفنون کی کتب شامل تھیں۔ پہلے سالانہ امتحان کے لئے حضرت میرٹھیؒ نے دارالعلوم دیوبند خط لکھا، چنانچہ دارالعلوم دیوبند سے دو اساتذہ کرام مولانا عبدالحقؒ (بانی دارالعلوم حقانیہ) اور مولانا عبدالخالقؒ (بانی دارالعلوم کبیر والا) تشریف لائے اور طلبہ کا امتحان لیا اور اس پر کلمات تحسین ارشاد فرمائے۔ مولانا بدر عالمؒ ڈیڑھ دو سال بعد مدنیہ طیبہ تشریف لے گئے اور ۱۹۶۴ء میں مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا۔ مدینہ طیبہ جاتے ہوئے مدرسہ کی باگ ڈور اپنے شاگرد رشید مولانا نیاز محمد ختنیؒ کے سپرد فرمائی۔ حضرت مولانا نے اپنے استاذ محترم کی امانت کو خوب گلے سے لگایا بلکہ اس کی نشوونما کی بھرپور کوشش کی۔ تقریباً نصف صدی اس غریب الدیار عالم باعمل نے اس بے آب وگیاہ وادی کو سرسبز وشاداب کر دیا۔ آپ کی دلی خواہش تھی کہ آپ کی وفات پیر کے دن ہو تقریباً آٹھ دن بیمار رہ کر ۶؍جنوری ۱۹۹۲ء کو گیارہ بجکر پچیس منٹ پر جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ اسی روز عصر کی نماز کے بعد محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی امامت میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور آپ کو غروبِ آفتاب سے پہلے دین پور شریف (جتو والا) بہاولنگر کے قبرستان میں رحمت حق کے سپرد کیا گیا۔ آپ کے فرزند اکبر عارف باللہ حضرت مولانا جلیل احمد اخون مدظلہ کو آپ کا جانشین اور جامع العلوم کا مہتمم مقرر کیا گیا۔ موخرالذکر جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل اور عارف ربانی حضرت اقدس حکیم محمد اختر نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ نے جب حضرت مولانا سے درخواست کی کہ جامع العلوم میں تین روزہ ختم نبوت کورس کرانا چاہتے ہیں تو حضرت موصوف نے نہ صرف خوشی کا اظہار فرمایا بلکہ فرمایا: اگر میرے بخاری شریف کے گھنٹہ میں مولانا شجاع آبادی کا سبق ہو تو مجھے خوشی اور راحت ہوگی۔ اس کے باوجود فرمایا کہ آپ ناظم صاحب اور دیگر رفقا سے مشورہ کر لیں۔ چنانچہ مدرسہ کی انتظامیہ کے مشورہ سے مغرب سے عشا تک وقت طے ہوا۔ چنانچہ ۲۲؍مئی عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور اجرائے نبوت پر قادیانی شبہات کے جوابات پر سبق ہوا، جو مغرب کی نماز کے بعد سے عشا تک جاری رہا۔ ۲۳؍مئی کو اوصافِ نبوت پر عام فہم سبق ہوا۔ ۲۴؍مئی کو حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر سبق ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق قادیانیوں کے شکوک وشبہات اور ان کا رد کیا گیا۔ کورس میں درجہ رابعہ اور اس سے بالائی درجات کے سینکڑوں طلبا، اساتذہ کرام اور جماعتی رفقا نے شرکت کی،

تینوں دن سبق کے بعد سوال و جواب کی نشستیں بھی ہوئیں۔اللہ پاک اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائیں۔آمین یاالٰہ العالمین۔

جامعہ فاروقیہ شجاع آباد میں اجلاس:
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۳؍جون کو جلال پور پیر والا میں منعقد ہونے والی بین التحصیل کانفرنس کے سلسلہ میں شجاع آبادی اور مضافات کے علمائے کرام کا اجلاس مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ کی صدارت میں جامعہ فاروقیہ میں ۲۵؍مئی کوظہر سےعصر تک اجلاس منعقد ہوا، جس میں ایک سو سے زائد علمائے کرام، ائمہ مساجد اور جماعتی رفقاء نے شرکت کی۔جس میں طے کیا گیا کہ شجاع آباد شہر اور مضافات سے احباب قافلوں کی صورت میں کانفرنس میں شریک ہوں گے۔ اجلاس کے مہمانان خصوصی مجلس ضلع ملتان کے مبلغ مولانا وسیم اسلم اور محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔اجلاس میں نقابت کے فرائض مولانا مفتی محمد طیب نائب مہتمم جامعہ فاروقیہ نے سرانجام دیئے، جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مقامی یونٹ کے ناظم اعلیٰ بھی ہیں۔ اجلاس میں طے ہوا کہ ۲۶؍مئی جمعۃ المبارک کا بیان محمد اسماعیل شجاع آبادیؒ درج ذیل مساجد میں کریں گے۔ایک تا ایک بجکر پچیس منٹ جامع مسجد خاتم النبیین بودلہ کالونی شجاع آباد، ڈیڑھ تا دو بجے تک جامع مسجد مدنی لاری اڈا خطیب مولانا مفتی محمد طیب، سوا دو تا ڈھائی بجے جامع مسجد سیدنا علی المرتضیٰ صدیق آباد، ۲۷؍مئی عصر کی نماز کے بعد شاہی مسجد شجاع آباد اور مغرب کی نماز کے بعد مدرسہ عزیز العلوم میں راقم کے بیانات ہوئے۔جن میں جلالپور پیر والا کانفرنس کی اہمیت اوراس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ ۲۸؍مئی کوظہر سے عصر، جلالپور کھاکھی، لیبجہ بستی اور دیگر بستیوں کے سنگم میں واقع جامع مسجد میں علمائے کرام، ائمہ مساجد اور جماعتی رفقاء کا اجلاس مولانا محمد آصف لیبجہ کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں کانفرنس کی اہمیت اوراس میں شرکت کے عنوان پر مولانا محمد نعیم، مولانا محمد آصف لیبجہ اور راقم کے بیانات ہوئے۔

مدرسہ مطالب العلوم عنایت پور:
ہمارے حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کا قائم کردہ ادارہ ہے جو مولانا نے دورۂ حدیث شریف کرنے کے بعد ۱۹۴۸ء میں قائم کیا۔مولانا کی وفات کے بعد مولانا کے جانشین مولانا عطاء الرحمٰن کی نگرانی اور اہتمام میں کام کررہا ہے۔ مولانا اشعرؒ کے دوسرے صاحبزادہ قاری ضیاء الرحمٰن صدر مدرس ہیں۔ مولانا کے پوتے مولانا محمد موسیٰ سلمہ ناظم اعلیٰ ہیں۔ ان حضرات کی مساعی جمیلہ سے ۲۸؍مئی کو مغرب کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا، جس سے مولانا محمد نعیم مبلغ لیہ و بھکر اور راقم کے بیانات ہوئے، بارش کے باوجود کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ مولانا محمد نعیم سلمہ نے عنایت پور کے مضافات میں بستی آرائیاں کی جامع مسجد میں ۲۹؍مئی صبح کی نماز کے بعد بیان کیا۔

گیلے وال میں علمائے کرام کا اجلاس:
گیارہ بجے صبح ۲۹؍مئی کو دارالعلوم گیلے وال میں مولانا قاری عبدالوکیل گجر کی دعوت پر دیوبندی، بریلوی علمائے کرام کا اجلاس منعقد ہوا، جس کی صدارت قاری عبدالوکیل نے کی جبکہ مہمان خصوصی مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی تھے۔ درجنوں علمائے کرام نے شرکت کی اور کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے تجاویز پیش کیں، آخر میں راقم نے کانفرنس کی ضرورت و اہمیت پر بیان کیا۔علمائے کرام نے اعلان کیا کہ کانفرنس میں گیلے وال ومضافات سے قافلے کی صورت میں شرکت کریں گے۔

بستی ملوک میں اجلاس: ۲۹؍مئی کوظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد خضریٰ میں شارٹ نوٹس پر علمائے کرام کا اجلاس ہوا۔جس میں ڈیڑھ درجن علمائے کرام نے شرکت کی۔ جامع مسجد خضریٰ کے بانی مولانا قاری عبدالغفارؒ تھے۔مسجد خضریٰ کا سنگ بنیاد ۱۹۸۹ء میں رکھا گیا اور ساتھ ہی جامعہ رحیمیہ کے نام سے مدرسہ بھی شروع کیا گیا۔ اس وقت مدرسہ میں چالیس اساتذہ کرام اور معلمات تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ بنات میں درجہ عالمیہ دورۂ حدیث شریف تک ہے۔ادارہ کام کررہا ہے۔مولانا عبدالغفارؒ امام القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخشؒ کے شاگرد رشید، جامعہ خیرالمدارس کے فاضل تھے۔ آپ نے جامعہ میں ۱۹۸۷ء میں دورۂ حدیث شریف کیا۔دورہ سے فراغت کے بعد اپنے آبائی علاقہ میں مسجد و مدرسہ قائم کیا۔ ۳؍نومبر ۲۰۲۰ء کو تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔نماز جنازہ جامعہ خیرالمدارس ملتان کے مہتمم، وفاق المدارس العربیہ کے ناظم مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی امامت میں ادا کی گئی۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور چار بیٹیاں سوگوار چھوڑے، دو بیٹے عالم اور دو بیٹے حافظ، دو بیٹیاں عالمہ و حافظہ ہیں۔ مولانا عبدالغفارؒ کی وفات کے بعد مولانا غلام مصطفیٰ مہتمم اور مفتی کلیم الدین خطیب مقرر کئے گئے۔

تبصرۂ کتب

نوٹ:.... تبصرہ کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا موصول ہونا ضروری ہے۔(ادارہ)

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

نام کتاب: ’’عباد الرحمٰن‘‘ یعنی : اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی پہچان۔
مولانا نسیم احمد غازی مظاہری۔ صفحات: ۹۵۔
ناشر: مکتبۂ اصلاح وتبلیغ، حیدرآباد

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسان کو پیدا فرما کر آخرت کی تیاری کی طرف متوجہ کیا ہے، اب وہ اپنے بندوں کو کن صفات سے متصف دیکھنا چاہتا ہے اور کن خوبیوں وکمالات سے مزین کرنا چاہتا ہے، اس کے لئے اس نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر ان ایمانی اوصاف کا ذکر فرمایا ہے، جو آخرت کی تیاری کے لئے مفید ثابت ہوسکتے ہیں۔ سورۃ الفرقان کا آخری رکوع بھی انہی مقامات میں سے اہم ترین مقام ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے ان تیرہ اوصاف کو ضروری قرار دیا ہے، جو انسانوں کو ’’رحمٰن کے بندے‘‘ بناسکتے ہیں، زیرنظر مختصر کتابچے میں انہی تیرہ اوصاف کی تشریح دلنشین انداز میں کی گئی ہے، اسلوبِ بیان ایسا ہے جو قاری کو اپنی جانب کھینچتا ہے اور عمل کے میدان میں اترنے پر مجبور کردیتا ہے۔ اس رسالے کا مطالعہ قارئین کو اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی صف میں شامل ہونے کے لئے سبقت کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس حسین کاوش کو قبولیت عند اللہ و مقبولیت عند الناس نصیب فرمائے، آمین!

نام کتاب: علم اور اہلِ علم..... فضائل، ذمہ داریاں۔ مولانا حافظ محمد طاہر حافظ بشیر۔ ترجمہ وترتیب: مولانا محمد شفیق الرحمٰن علوی۔
باہتمام: جناب انجینئر سیّد منظور احمد۔
صفحات: ۱۷۶۔ ناشر: مکتبۂ علوی، عثمان آباد، کراچی

مخلوقاتِ عالم میں ہر ایک کو دوسرے پر امتیاز حاصل ہے، مگر انسان کو جس چیز نے تمام مخلوقات سے اشرف ٹھہرایا وہ ’’علم‘‘ ہے۔ قرآن و سنت میں علم واہل علم کے فضائل بیان ہوئے۔ مکہ مکرمہ میں دارِ ارقم اور مدینہ طیبہ میں صفہ کے چبوترے علم ہی کے ادارے ہیں جو دورِ نبوی میں وجود میں آئے۔ تحصیل علم کا یہ سلسلۃ الذہب چودہ صدیوں کا سفر طے کرکے آج اس مقام تک آ پہنچا ہے کہ اب ہر جانب علوم وفنون کے فوارے پھوٹتے ہیں اور تشنہ لب اس سے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔ علم اور اہل علم کے فضائل و ذمہ داریوں پر کئی کتب تصنیف کی جاچکی ہیں، زیرنظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

یہ کتاب دراصل ایک عربی کتاب ’’طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ‘‘ کے منتخب مضامین کا اردو ترجمہ ہے۔ اصل کتاب کے مؤلف مولانا حافظ محمد طاہر حافظ بشیر صاحب کی خواہش اور جناب انجینئر سید منظور احمد کی تحریک پر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ مولانا محمد شفیق الرحمٰن علوی نے اسے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ کتاب چودہ فصلوں پر مشتمل ہے: پہلی فصل: طلب علم کی فضیلت اور فرضیت کے بارے میں، دوسری فصل: طلب علم کی اہمیت، فضیلت اور فرضیت، دینی اور دنیاوی خیر و برکت، تیسری فصل: ان لوگوں کی مثال جو دین کی طرف توجہ نہ کریں، چوتھی فصل: وہ شخص جو طلب علم پر دنیا کو ترجیح دے، پانچویں فصل: اس شخص کے بارے میں جو علم حاصل کرنے کے بعد بھول جائے پھر نہ اسے یاد کرے اور نہ اس میں اضافہ کرے، چھٹی فصل: علم کے پھیلانے، ہدایت کی طرف دعوت دینے اور حق کے پابند کرنے کی فضیلت، ساتویں فصل: اہل علم کے لئے وعیدیں، آٹھویں فصل: عربی زبان کی اہمیت اور سنت و بدعت کا امتیاز، نویں اور دسویں فصل: شیطان کے پھسلانے اور نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت کرنے والوں کے بیان میں، گیارہویں فصل: علم کی تدریس کی ضرورت اور قرآن کریم کی اہمیت و فضیلت، بارہویں فصل: اللہ تعالیٰ کی ہدایت یعنی قرآن کے حاملین کی فضیلت، تیرہویں فصل: خوشخبری ہے اوپروں (اجنبی) لوگوں کے لئے، اور چودھویں فصل: جاہلیت میں حد سے بڑھ جانے والے ’’عناوین‘‘ کے تحت بہت ہی مفید معلومات

پر مشتمل ہے۔ ہر ہر فصل میں مندرجہ بالا عنوانات سے متعلقہ آیات واحادیث اصل متن مع ترجمہ جمع کردی گئی ہیں، اور کہیں کہیں ضرورت محسوس ہونے پر اسلافِ امت کے اقوال کی روشنی میں ان کی تشریح بھی شامل کردی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے جامع، مترجم اور ناشر کی اس کاوش کو قبول فرمائے، آمین!

نام کتاب: زیارتِ روضۂ اقدس..... مشروعیت، آداب، فضائل مدینہ منورہ۔

مفتی ابوالخیر عارف محمود۔ صفحات: ۲۴۰۔

ناشر: مدرسہ فاروقیہ، کشروٹ، گلگت۔ ملنے کا پتا: دارالکتاب، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور

کتاب کے عنوان سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب روضہ اقدس پر حاضری کی شرعی حیثیت اور اس کے آداب وفضائل پر لکھی گئی ہے۔ کتاب کی تالیف کی ضرورت کیوں پیش آئی، اس کی وضاحت کرتے ہوئے مؤلف کتاب لکھتے ہیں:

’’گزشتہ کچھ عرصہ سے سوشل میڈیا کے ذریعے یہ پروپیگنڈا بھی کیا جارہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت ضروری نہیں، نہ ہی یہ ثواب کا کام ہے، بلکہ بعض لوگ تو اس کے لئے سفر کو بھی ناجائز ٹھہراتے ہیں، جب کہ انہی سے متاثر بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اصل تو مسجدِ نبوی کی زیارت ہے، اس کی نیت سے سفر کرلیا جائے اور وہاں پہنچ کر ضمنی طور پر روضہ اقدس کی زیارت کرلی جائے تو کوئی حرج نہیں، کثرت سے زیارت کرنا، ہر نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام کے لئے قبر مبارک پر حاضری دینا، دوسروں کی طرف سے سلام عرض کرنا، اور واپسی کے وقت سلام وداع کی عادت درست نہیں، اور یہ قابل نکیر ہے، جب کہ بعض لوگ اسے ایک اختلافی مسئلہ باور کرواکے اس کی اہمیت گھٹانے کے درپے ہیں اور دلیل کے طور پر علامہ ابن تیمیہ واتباعہ اور معاصر سلفیہ کے منہج کی تقلید میں زیارتِ قبر مبارک کے سلسلے میں وارد احادیث وآثار کو موضوع یا ضعیف جداً قرار دے کر عدمِ انشراحِ قلب کی باتیں کرتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔‘‘ (ص:۳۲)

چنانچہ مؤلف کتاب نے ان شکوک و شبہات کا ازالہ کرنے کے لئے قلم اٹھایا اور ساتھ ساتھ اہلسنت کے مؤقف کو پوری وضاحت سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب کی ترتیب اس طرح ہے کہ سب سے پہلے اس نفس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے کہ امت مسلمہ کے اسلاف واخلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی مشروعیت پر نہ صرف متفق ہیں، بلکہ جمہور علمائے اہلسنت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کو پسندیدہ سنت، افضل المندوبات اور اوکد الفضائل والمرضیات قرار دیا ہے۔ اس کے بعد کتاب کو تین ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے، پہلے باب میں: قرآن وسنت کے دلائل، صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کے آثار، اجماع، قیاس اور مذاہب اربعہ کا بیان، جمہور فقہا و شراحِ حدیث کی آرا، کثرتِ زیارت، تبلیغ سلام اور سلامِ وداع کی شرعی حیثیت، اکابر علمائے دیوبند کی آراء، حدیث نبوی: ’’لَاتَجعَلُوْا قَبرِیْ عِیداً‘‘ اور ’’لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ‘‘ کی توضیح وتشریح کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں: شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ کی کتاب ’’فضائلِ حج‘‘ سے ’’آدابِ زیارتِ روضہ اقدس‘‘ مع عنوانات شامل کیے گئے ہیں، اور تیسرا باب: مدینہ طیبہ کے فضائل کی احادیث کے ترجمہ وتشریح پر مشتمل ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور قارئین کے لئے اسے راہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

نام کتاب: فتنہ انکارِ حدیث۔

علامہ محمد ایوب دہلویؒ۔ صفحات: ۸۰

ناشر: مدنی کتب خانہ، مدنی منزل، آر ۷۹۹، سیکٹر ۱۶۔اے، بفرزون، نارتھ ناظم آباد، کراچی۔

قرآن کریم کے بعد احادیث نبویہ، دین اسلام کا دوسرا ماخذ اور وحی الٰہی ہی کی ایک صورت ہے۔ احادیث نبویہ آیت قرآنی ’’تِبیَاناً لِکُلِّ شَیئٍ‘‘ کی عملی شکل اور قرآن کریم کی تفسیر وتوضیح ہے۔ بدقسمتی سے امت میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہوگیا جو قرآن کریم کا انکار نہیں کرسکا تو اس نے احادیث نبویہ کو اپنے نشانے پر رکھ لیا اور اس کے وحی الٰہی ہونے اور امت مسلمہ کے لئے قابل حجت ہونے سے منکر ہوگیا۔ وطن عزیز پاکستان میں مسٹر غلام احمد پرویز اور اس کی ذریت نے اس شجرۂ خبیثہ کو پروان چڑھایا، زیرِ نظر کتاب میں مؤلف محترم نے دلائل وبراہین کی روشنی میں اس فتنے کے تار و پود بکھیر دیے ہیں۔ کتاب اپنے اختصار کے باوجود زیرنظر آٹھ عنوانات کے تحت مکمل و مدلل مواد پر مشتمل ہے: (۱) وحی کی کتنی صورتیں ہیں اور کیا کتاب الٰہی کے علاوہ بھی وحی

ہوسکتی ہے؟، (۲) حدیثِ رسول فی نفسہٖ دین میں حجت ہے یا نہیں؟، (۳) احادیثِ رسول کا جو معتبر مجموعہ ہمارے پاس ہے، وہ یقینی ہے یا ظنی؟، (۴) ظنِّ شرعی حجت ہے یا نہیں؟، (۵) احادیث مسلَّمہ واجب العمل ہیں یا نہیں؟، (۶) منکرینِ حدیث کے جوابات، (۷) منکرینِ حدیث کے ترجمے کی غلطی اور (۸) طلوعِ اسلام (جون ۱۹۵۷ء) کے باب المرسلات کے جوابات! اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس کاوش کے ذریعے انکارِ حدیث کے مرض میں مبتلا مریضوں کو اس ایمان کش مرض سے نجات عطا فرمائے، آمین!

نام کتاب: **الشہاب الثاقب**۔

مؤلف: شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ۔ صفحات: ۱۴۴۔

ناشر: مدنی کتب خانہ، مدنی منزل، آر ۷۹۹، سیکٹر ۱۶۔ اے، بفرزون، نارتھ ناظم آباد، کراچی۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اکابرین دیوبند سے دین کی تجدید و اصلاح کا جو کام لیا ہے، وہ شہرۂ آفاق ہے۔ ان خدامنش درویشوں نے جس للّٰہیت و اخلاص کے ساتھ بندگانِ خدا کو خدائے تعالیٰ کے ساتھ جوڑا ہے، اس نے دورِ صحابہ کی یاد تازہ کردی۔ مگر وائے افسوس! کہ ان کی ان خدمات کا کھلے دل سے اعتراف کرنے کی بجائے اسے مسلکی تعصب کی عینک لگا کر دیکھا گیا اور دنیا کو ان سے متنفر کرنے کی کوشش کی گئی، فاضل بریلوی جناب مولانا احمد رضا خان صاحب نے اسی جذبے سے مغلوب ہوکر علمائے دیوبند کی عبارات میں قطع و برید کرکے انہیں علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا اور ان سے علمائے دیوبند کی تضلیل و تکفیر کا فتویٰ حاصل کرنے کی کوشش کی، چونکہ علمائے حرمین اصل صورت حال سے واقف نہیں تھے، اس لئے شیخ الاسلام والمسلمین شیخ العرب والعجم حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ جو اس وقت مدینہ منورہ میں تدریسِ علومِ نبوت میں مشغول تھے، نے علمائے حرمین کے سامنے صورت حال واضح کی اور اکابرین کی اصل عبارات پیش فرمائیں تو انہوں نے علمائے دیوبند کے مسلک کی تائید فرمائی۔ اس کی تمام تر تفصیلات حضرت مدنی قدس سرہ نے اپنی کتاب ’’الشہاب الثاقب‘‘ میں درج فرمادی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ فاضل بریلوی کے بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی، فقیہ النفس حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ اسرارہم کی عبارات پر اعتراضات کے جوابات اور ان کی وضاحت فرمادی ہے۔ یہ کتاب بارہا شائع ہوچکی ہے، مدنی کتب خانہ نے حال ہی میں دوبارہ شائع کی ہے۔

نام کتاب: **امیر المؤمنین سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (دو حصے)**۔

مولف: مولانا محمد الیاس گھمن۔ صفحات: ۲۵۶

ناشر: مکتبہ دارالایمان۔

کتاب ’’امیر المومنین سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما‘‘ حضرت مولانا محمد الیاس گھمن کی تازہ تصنیف ہے۔ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کاتب کلام اللہ اور کاتب کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بااعتماد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار بھی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بالعموم وہ تمام فضائل حاصل ہیں جو ہر ایک صحابی کو بحیثیت صحابی حاصل ہیں۔

کتاب میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مبارک سیرت اور اجلے کردار کو مضبوط مستند حوالہ جات کی روشنی میں اجاگر کیا گیا ہے۔ کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں آپ رضی اللہ عنہ کا مکمل تعارف موجود ہے۔ ولادت، نام، نسب، کنیت، خاندان، بچپن، جوانی، قبول اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے رشتہ داریاں۔

اپنے عہد خلافت کے نمایاں کارنامے، طرزِ سیاست کا انتظامی ڈھانچہ، رفاہی خدمات، رعایا پروری، عدل و انصاف، عاجزی و انکساری، ایفائے عہد، علمی وفقہی کاوشیں، مکارم اخلاق، فتوحات، خاندان نبوت سے حسن سلوک، اولیات، سفر آخرت، آخری خطبہ، وصیت، جنازہ تدفین اور مدت خلافت وغیرہ امور کو مستند حقائق کی روشنی میں سنجیدہ و علمی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے حصے کو ان اعتراضات و جوابات کے لئے خاص رکھا ہے جو مختلف حلقوں کی طرف سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کئے گئے ہیں یا کئے جارہے ہیں۔ قدیم وجدید اعتراضات کا مبسوط علمی جائزہ لے کر تحقیقی جوابات دیئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ باذوق حضرات اس کتاب کی قدر افزائی فرمائیں گے۔ ☆☆☆

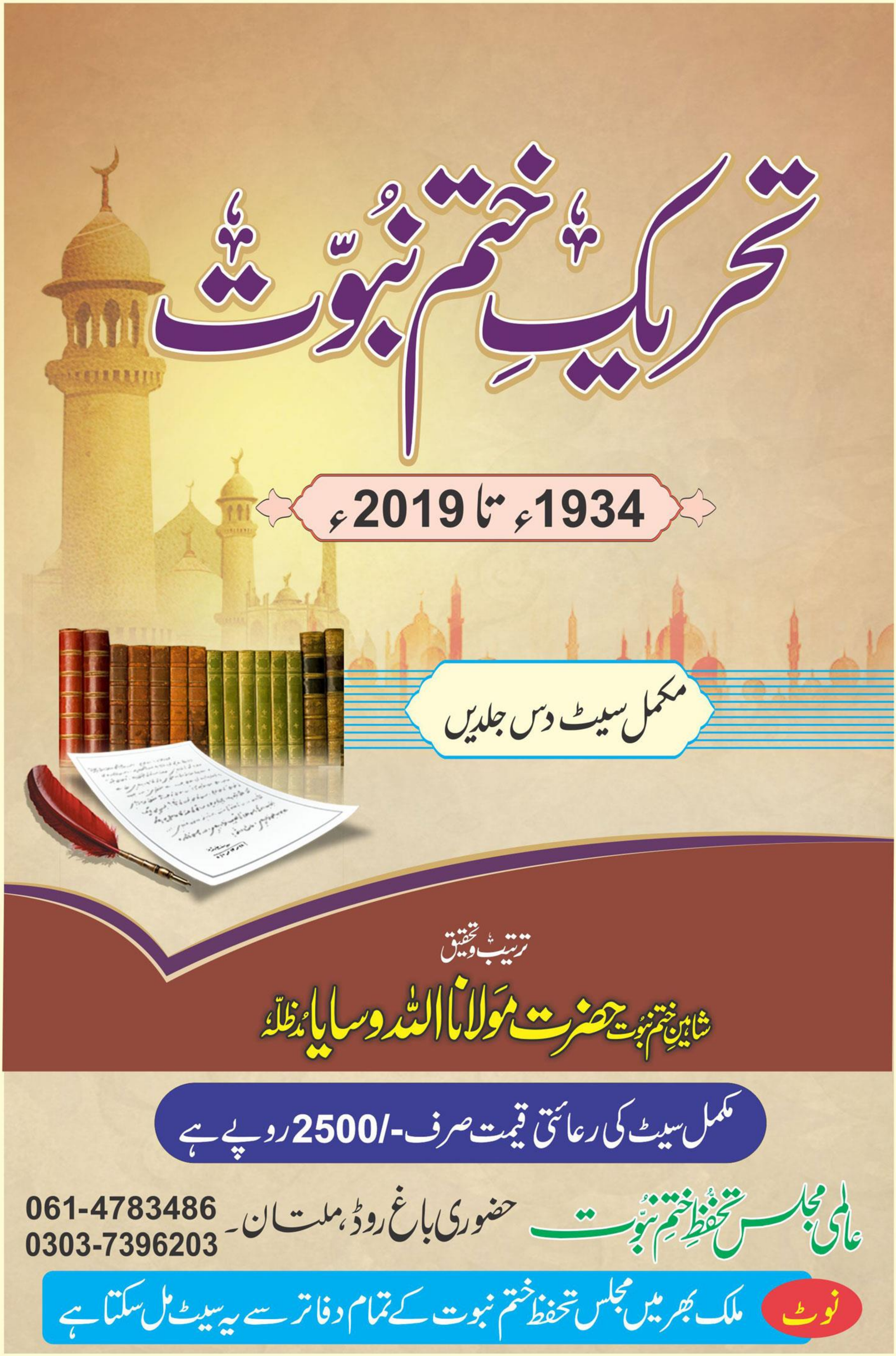
تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب و تحقیق
شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے